ماہِ حرا

3767

کلیم عثمانی

376

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہِ حرا

کلیم عثمانی

87007

جملہ حقوق حق ناشر محفوظ ہیں

مجموعہ : ماہِ حرا

تصنیف : کلیم عثمانی

بار اول : اپریل 2001ء

تعداد : ایک ہزار

قیمت : 120 روپے

ناشر : ہارون کلیم عثمانی

مطبع : شرکت پرنٹنگ پریس
نسبت روڈ، لاہور

سرورق : سید زاہد زیدی

ناشر

طوبیٰ پبلشرز

85، سکندر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

حرفِ دُعا

مرے حضور مری بس یہی گزارش ہے
ملے کلام کو میرے دوام کی صورت
قبولِ عام کی دولت نصیب ہو اس کو
جہاں بھی جائے ملے احترام کی صورت

نماز فجر کے وقت مسجدِ نبویؐ میں — ۱۱ مارچ ۱۹۸۴ء

فہرست

پیشوائی 11
(حمد باری تعالیٰ) تابندہ ہر اک شے میں حقیقت ہے اسی کی 22
(بیت اللہ شریف) 24
سلام بحضور خیرالانامؐ 27
گرم سفر میں جب سے رہ مصطفیٰؐ میں ہوں 28
زمزم پیا تو ایسے لگا جیسے دُھل گئیں 32
بیت الحرام میں نماز جمعہ سے پہلے ارتجالاً
حرفِ دعا 33
جلائے بیٹھا ہوں سب سے چراغِ دیدہ تر 34
طوافِ گنبدِ خضریٰ جو کر رہی ہے نظر 36
(i) مواجہ میں کھڑا میں رو رہا ہوں 37
(iii) جہاں وہ رحمت کونین آرمیدہ ہے
(i) دائم آباد رہے شہرِ نبیؐ شہرِ کرم 38
(ii) ایک ذرّہ مدحتِ خورشید کیسے کر سکے
وہ شاداب لمحے جو گزرے وہاں پر 39
جو ملتی ہے بڑی مشکل سے یہ ایسی سعادت ہے 40
خیرالبشر 43
اُن کے در سے دولت ایقان لے کر آئے ہیں 45
جہاں بھی اسم محمدؐ لکھا ہوا دیکھا 48
نفس نفس میں ہے تیرا مسکن نظر نظر میں قیام تیرا 50
نُورِ مجسم روحِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم 52
قلب و جاں پر نور برساتی سحر درکار ہے 54
خواب ہی میں جو میسر تیرا جلوہ ہو جائے 56
شبِ معراج 58

واقعاتِ طور و موسیٰ تو زمانہ ہو گیا 60
کلیوں کے دھڑکتے سینوں میں ارمان تمہارا دیکھا ہے 62
تضمین بر نعتِ قدسی 64
رنگِ رخِ حیات ہے ان کے جمال کی کرن 66
حریم شاہد فطرت کے رازداں تم ہو 68
اے جمالِ بزمِ ایماں اے کمالِ آگہی 70
ہو جو توفیق تو بس نعت پیمبر لکھوں 73
شہ مدینہ سے میرا سلام کہہ دینا 76
بے تعلق رہے دنیا کے ہر اک کام کے ساتھ 78
غارِ حرا 80
مصدر نور ذات ہے ان کی 82
تو روشنی افروز سرپردہ افلاک 84
پھر صبا آئی مدینے سے مہک ان کی لئے 86
فلک کے چاند تاروں سے کوئی پوچھے مقام ان کا 88
نعت خیرالوریٰ 90
تم پیکرِ فقر و غنا، صبر و رضا کی شان ہو 92
کچھ عجب حال تھا اس دل کا حرم کے آگے 93
نگاہوں کی جنت دیارِ مدینہ 94
یہ کون آج یوں بے نقاب آرہا ہے 96
روشن ہے کائنات تمہارے ہی نام سے 98
جمالِ گنبدِ خضریٰ مری نگاہ میں ہے 99
جمالِ صبحِ طیبہ ہے نظر میں 101
باعثِ کن فکاں رحمتِ دو جہاں اے حبیبِ خدا آپ کی ذات ہے 103
اللہ دکھا دے مجھے پھر ان کا مدینہ 105
بن کے آیا ہوں سوالی آقا 108
کاش آجائے نظر پھر سے وہ روضہ تیرا 110
فخرِ انساں ترا جواب کہاں 112

اے کہ تیرا وجود ہے باعثِ رحمت بشر 115
تیرے ہی دمِ قدم سے ہے زینتِ بزمِ کائنات 116
ہر شے سے جمیل آپؐ ہیں ہر شے سے حسین آپؐ 117
جلائے بیٹھا ہوں کب سے چراغِ دیدۂ تر 118
وہ مشعل اب بھی روشن ہے وہ جلوے اب بھی ظاہر ہیں 120
چٹکتی ہیں کلیاں مہکتا ہے گلشن گلوں پر بھی دلکش نکھار آ رہا ہے 122
کیا کہیں تم سے جو ارمان مدینے میں رہے 124
مرکزِ مہر و جود و سخاوت صلی اللہ علیہ وسلم 126
قدم قدم رہِ طیبہ میں رحمتیں دیکھیں 128
ہر ذرہ مدینے کا خورشید بداماں ہے 131
انساں میں کہاں طاقت اس کی جو لکھے مدحت 133
بحضور سرورِ کونینؐ 134
ہمارے نبیؐ 136
پرتوِ نورِ ازل ذاتِ گرامی ہے تری 138
تو مطلعِ صبحِ یقین اے رحمت اللعالمین 140
نبیؐ رحمت شفیعِ محشر درود تم پر سلام تم پر 142
بے خطر ہوں میں ہمیشہ گردشِ ایام سے 144
وہ مالک ہیں نشاط و غم کے جو چاہیں وہی کر دیں 146
ابرِ کرم ہے تری ذات وجہ سکوں ہے ترا نام 148
اوّل وہی اوسط وہی آخر وہی ہے 150
بے بصر عہد کو پھر دیدہ بینا ہو عطا 151
مری تقدیر میں جو اس در کی غلامی ہو جائے 152
فرشِ زمیں کے ہادیِٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم 155
اُف ہے کتنا دیرپا صہبائے الفت کا اثر 157
ترے وصف کیسے کروں بیاں تو حبیبِ ربِّ جلیل ہے 158
حمدِ باری تعالیٰ 159

پیشوائی

پروفیسر حفیظ تائب

کلیم عثمانی دیوبند (سہارنپور) کے ایک دینی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم دیوبند ہی میں پائی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے علی گڑھ پہنچے' وہاں تعلیم جاری تھی کہ پاکستان قائم ہو گیا اور کلیم لاہور آ گئے یہاں آ کر پنجاب یونیورسٹی سے گریجوایشن کی پہلے ہی سے موجود شعر گوئی کا ذوق' حضرت احسان دانش کی صحبتوں میں پروان چڑھنے لگا اور آپ بڑی شستہ غزل کہنے لگے۔ شاعری کے ساتھ ترنم بھی دلکش اور پرتاثیر تھا' چنانچہ جلد ہی بڑے بڑے مشاعروں میں آپ کی پذیرائی ہونے لگی اور رفتہ رفتہ مقبول ترین شعرا میں شمار ہونے لگے۔ مشاعرے اس زمانے میں شاعری کا پیمانہ سمجھے جاتے تھے' چنانچہ کلیم تھوڑے ہی عرصے میں برصغیر پاک و ہند کے ادبی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے۔ آپ کی شرافت' خلوص' محبت' فن شعر پر دسترس اور دلنشیں انداز پیش کش پر مستزاد تھیں' اس لیے تمام تر حلقوں کی آنکھوں کا تارا بن گئے۔ غزل کیساتھ فلمی گیت اور ریڈیو ٹی وی کے گیت اور قومی ملی نغمے لکھ کر ہر صنف میں اپنا مقام بنایا' لیکن ان کی درویشانہ طبیعت کہیں نہ چھوٹی اور ہر میدان میں انہوں نے شرافت کے گہرے نقوش مرتسم کیے طویل فنی ریاضت کے بعد 1985ء میں ان کی غزلیات کا مجموعہ ''دیوار حرف'' شائع ہوا۔ جسے اہل علم و ادب نے بہت سراہا۔ ''دیوار حرف'' کا حرف آغاز انہوں نے خود یوں لکھا۔

جو کچھ میں نے اب تک دیکھا جو کچھ اب تک میں نے سنا
اس کو اپنے شعر میں ڈھالا اور غزل کا روپ دیا
میری غزل میں غم ہے میرا اور غمِ حالاتِ بھی ہے
میری ذات کا پَرتو بھی ہے' میرے عہد کی بات بھی ہے
کتنے حجابوں سے گزرا ہوں اپنا آپ دکھانے میں
کتنے زمانے صرف کیے دیوار حرف اٹھانے میں

ان اشعار سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ ان کے باطن میں اک شاعر کے ساتھ ایک ناقد بھی موجود تھا جو ان کی تہذیب فن کرتا رہا اور جو آج ان کی تفہیم میں بنیادی ذریعہ بنتا ہے۔

کلیم عثمانی کو پہلی بار عمرے کی سعادت 1984ء میں نصیب ہوئی تو وہ 11 مارچ 1984ء کو مسجد نبوی میں نماز فجر کے بعد یوں عرض گزار ہوئے اور یہ التجا خالی کیسے جا سکتی تھی؟

میرے حضورؐ ! میری بس یہی گزارش ہے
ملے کلام کو میرے دوام کی صورت
قبولِ عام کی دولت نصیب ہو اس کو
جہاں بھی جائے ملے احترام کی صورت

(دیوارِ حرف' ص:۱۵)

عمرے کے سفر کے دوران اور اس کے بعد' ان کی طبیعت زیادہ تر نعت کی طرف مائل رہی طبیعت کا گداز بہت بڑھ گیا اور وہ رقت کے ساتھ نعت کہنے اور ادا کرنے لگے۔ یوں لفظوں کی آب و تاب بڑھتی گئی۔ آخر آخر تو ان کا نیاز و گداز اس درجہ بڑھا کہ بعض اوقات ان سے نعت ادا ہی نہ ہوتی تھی اور وہ اشکوں کو سمیٹتے ہوئے سٹیج سے واپس آ جاتے تھے۔

گزشتہ پندرہ برس میں کہی ہوئی نعتوں کو سمیٹ کر وہ خود ہی ترتیب بھی دے گئے اور یوں انہوں نے یہ بوجھ کسی اور پر نہیں ڈالا۔ یہ ان کا توشۂ آخرت ہے جو وہ اپنے ساتھ لے گئے ہیں اور ان کے فرزند ارجمند ہارون کلیم عثمانی جو بینکار کے علاوہ بیڈمنٹن کے نیشنل چیمپئن بھی ہیں اسے طباعت کے مرحلوں سے گزار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے کہ وہ ان کے باقی کلام کو بھی محفوظ کر سکیں۔

کلیم عثمانی ایک پاکیزہ اور صالح انسان تھے اور دینی اقدار سے انہیں ابتدا سے ہی محبت تھی۔ چنانچہ اس مجموعہ نعت کی کچھ نعتیں عمرے (1984) سے پہلے کی کہی ہوئی لگتی ہیں اور ان میں سیرت اطہر اور تعلق خاطر پر انحصار کیا گیا ہے اسی دور میں حسرت حاضری کا رنگ بھی نمایاں ہونے لگا۔ پھر جب حاضری نصیب ہوئی تو وہ حضوری کی کیفیات میں ڈوبتے چلے ہیں اور اس واردات سے کم کم باہر نکلے۔ پھر جب حاضری کے بعد وطن لوٹے تو حاضری کی یادوں میں کھوئے رہے۔ ان سب مرحلوں کی حمد یہ نعتیہ شاعری میں ان کا سلجھا سنجلا ہوا متغز لانہ لب و لہجہ' ان کا امتیاز بنا۔ گویا غزل گوئی کی مشق اور تہذیب فن نے انہیں بہت فائدہ پہنچایا چنانچہ ان کی نعت کے علاوہ حمد میں بھی تغزل آفرینی کی عمدہ مثالیں ملتی ہیں

شبنم کے جھروکوں سے وہی جھانک رہا ہے
ہر پھول کے چہرے پہ صباحت ہے اس کی

(حمد بعنوان اللہ سائیں)

حسنِ ازل بھی تیرا رنگِ ابد بھی تیرا
شامِ فراق تو ہے صبحِ وصال تو ہے

لب پہ کلیم لائے کیوں اپنے حرفِ شکوہ
ہر زخمِ دل یا رب جب اند مال تو ہے
(حمد باری تعالیٰ)

آنکھوں میں نمی، دل میں کسک، لب پہ دعائیں
سائے میں تیرے بیٹھے ہیں رحمت کے طلبگار
تو سینۂ گیتی کا دھڑکتا ہوا دل ہے
دامن میں نہاں تیرے جہانوں کے ہیں اسرار
(بیت اللہ شریف)

احرامِ شوق باندھ کے میرے وجود پر
داغِ برہنگی مرا تو نے چھپا لیا
تیری سیہ قبا سے جھلکتی ہے جس کی ضو
وہ نورِ قلب و ذہن میں کس نے بسا لیا
(بیت الحرام میں)

نظریہ نعت گوئی میں کلیم عثمانی، قائد تحریکِ نعت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمنوائی کرتے نظر آتے ہیں جنھوں نے فرمایا۔

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ
لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

ترجمہ:۔ میں نے اگر شعر سے سید عالم ﷺ کی تعریف کی ہے تو اس سے ان کی قدر افزائی نہیں ہوئی بلکہ میرا کلام ان کے ذکر سے رفیع ہو گیا ہے۔

کلیم عثمانی کہتے ہیں۔

اُن کی تعریف سے میں خود کو بڑا کرتا ہوں
جن کی بعثت ہے شرف سارے جہانوں کے لیے

چنانچہ ان کا عزم آخر آخر یہی رہا ہے

ہو جو توفیق تو بس نعتِ پیمبرؐ لکھوں
کوئی حرف اور نہ اس صنف سے باہر لکھوں

کلیم عثمانی کے نعتیہ کلام میں نعت کا ہر ذائقہ ' ہر رنگ اور ہر خوشبو موجود ہے اور دینی شغف نے مضامین نعت میں ان کی خوب خوب کفالت کی ہے۔ ان کے ہاں نقوش وعکوس سیرت ابدی رسالت کے فیوض وبرکات اور نظام اسلام کی بجا بجا جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں ۔

قدموں میں دوعالم کی دولت پیوند قبا وچادر پر
دنیا نے یہ اپنی آنکھوں سے سامان تمہارا دیکھا ہے
اقرار تمہاری عظمت کا محدود نہیں کچھ ہونٹوں تک
ہم نے تو دلوں کی دنیا میں فرمان تمہارا دیکھا ہے

چہرہ نمائے آگہی ' نورِ چراغِ زندگی
تیرا کیا ہوا عمل ' تیرا دیا ہوا نظام
لیل و نہار مقتدی تیری غلام ہر صدی
لوحِ جبینِ وقت پر لکھا رہے گا تیرا نام

اُس خلقِ مجسم کا بیاں کیسے ہو ممکن
پیش آتا ہو دشمن سے بھی جو خندہ جبیں ہے

اب اس سے زیادہ ہو دیانت کی سند کیا
دشمن کی نگاہوں میں بھی ٹھہرے ہیں امیں آپؐ
دیکھے تو کوئی آپ کی یہ سادہ مزاجی
افلاک نشیں ہو کے بھی ہیں خاک نشیں آپؐ

کھڑا ہے سروقد کوہ احد ان کی سلامی کو
وہ جن کا نام نامی آج بھی روحِ شجاعت ہے
شہیدوں کے لہو کی سرخیاں ہیں چار سُو روشن
زمیں کے چپے چپے پر لگی مہرِ شہادت ہے

آج تک اس پر حرف آنہ سکا کتنی روشن حیات ہے اُن کی
ہر عمل اُن کا ایک آئینہ روشنی بات بات ہے ان کی

دور موجود کی نعتیہ شاعری میں روح عصر بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ کلیم عثمانی نے تحریک پاکستان اپنی آنکھوں سے دیکھی اور ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ پاکستان جن مشکلات سے گزرتا چلا آرہا ہے وہ انہیں تشویش کی نظر سے دیکھتے رہے۔ وہ نظریاتی آدمی تھے اور انہیں اس نظریاتی مملکت سے بے حد محبت تھی اس لیے اس کے زیر و بم کے ساتھ ساتھ ان کا دل دھڑکتا تھا۔ وہ آشوبِ ذات' آشوبِ وطن' آشوب امت اور آشوبِ کائنات کو دردمند انسان کی طرح محسوس کرتے تھے اور انہیں زبانِ شعر میں بیان بھی کرتے تھے۔ حمد و نعت میں یہ بیان کئی جگہ استمد اد و اسعانت کا انداز اختیار کر لیتا تھا۔ عصری حوالوں سے آراستہ کچھ اشعار ؎

ہر ایک گام ہے در پیش عرصۂ محشر
حضورؐ! سایہ رحمت کو ڈھونڈتا ہے بشر

قید کب تک میں اندھیرے کے جزیرے میں رہوں شب گزیدہ زیست کو نورِ سحر درکار ہے

تمام دنیا ہے آماجگاہِ شور و فساد
سکون قلب فقط بس تمہاری راہ میں ہے

نُور پھر سے جو ترا برسر فاراں چمکے غم کی ماری ہوئی دنیا میں سویرا ہو جائے

دولتِ صبر و رضا جس کو یہاں مل جائے
آج کے دُور کا ہر شخص کو بوذر لکھوں

آج ہمارے حال پر لُطف کی اک نظر بھی ہو
یعنی یہی شب الم آئینہ سحر بھی ہو

اپنا ہمیں پتا ملے تری ہمیں خبر بھی ہو
حلقہ بگوش مصطفیٰ حق کا پیامبر بھی ہو

نہیں ہے ذہنوں میں تفریقِ نیک و بد باقی ہوئے ایک حلال و حرام کہہ دینا
کھُلے ہیں چاروں طرف جھوٹ کے حسیں بازار صداقتوں کا نہیں احترام کہہ دینا

ہے تیرا ہی در مرجعٔ آشفتہ مزا جاں
لے جائیں کہاں تیرے سوا دامنِ صد چاک
پھر ایک نظر امّتِ بے برگ و نوا پر
محتاج ہے پھر ابر بہاری کی رگِ تاک

ہوس و حرص کی وہ آگ ہے پھیلی آقاؐ اب تو مشکل ہوا جینا ہمیں آرام کے ساتھ
بے بصر عہد کو پھر دیدۂ بینا ہو عطا ایک طوفانِ حوادث ہے ہر اک گام کے ساتھ

کلیم عثمانی کی نعتیہ شاعری کا بڑا موضوع حاضری وحضوری ہے' جس کے مختلف مرحلے' زاویے اور پرتیں ماہ حرا میں نظر آتی ہیں۔ حمید صدیقی' بہزاد لکھنوی' حافظ لدھیانوی کے بعد یہ موضوع مسلسل پھیلتا گیا اور کئی شعرا نے اسی کو مستقلاً نعت کا موضوع بنایا۔ کلیم کے ہاں حسرتِ حضوری' کیفیاتِ حضوری اور اثراتِ مابعد حضوری کے الگ الگ مراحل بڑی متنوع شان لیے ہوئے ہیں۔ پہلے مرحلے میں وہ حضرت رحمۃ للعالمین ﷺ سے رحمت و کرم کے طلبگار نظر آتے ہیں۔

سرکار دو عالم ایک نظر ہو جائے کلیم خستہ پر
ہم نے تو دو عالم کے سر پر احسان تمہارا دیکھا ہے

ہے مستحق نوازش کلیم بھی سرکارؐ حضورؐ! چشمۂ رحمت کے پاسباں تم ہو

اس سیہ کار کو پھر اذنِ حضوری دے دے　　　موت آئے کی تیرے قدموں میں آرام کے ساتھ

پھر حریمِ شہ کی دُوری دل کو تڑپانے لگی　　　زندگی کو پھر سعادت کا سفر درکار ہے

مثلِ مہتاب ابھر پھر سے سرِ بامِ حرا　　　دیکھتی ہیں یہ نگاہیں مری رستہ تیرا

گرمِ سفر میں جب سے رہِ مصطفاً میں ہوں
پڑتے نہیں ہیں پاؤں زمیں پر، ہوا ہوں

اے کاش میں پھر چُوم لوں اس روضے کی جالی
کہتے ہیں جسے اہلِ خبر عرش کا زینہ

حجازِ مقدس مسلمانوں کا روحانی وطن ہے جہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی حاضریاں سامان صد سرور لیے ہوتی ہیں۔ دیارِ نبیؐ دلوں کے لیے خاص کشش رکھتا ہے اور بقول مولانا حالی ''کعبے سے کشش اس کی ہر اک دل میں سوا ہے'' شہرِ حضورؐ کا ہر ہر منظر اُمتیانِ مصطفیٰ کو محبوب ہوتا ہے اور اس قریہ رحمت میں سانس لینا بھی عبادت سے کم نہیں۔ کلیم نے اس شہر کی حاضری کو جس طرح محسوس کیا اس کے کچھ نمونے سے

جو ملتی ہے بڑی مشکل سے یہ ایسی سعادت ہے　　　مدینے کی فضا میں سانس لینا بھی عبادت ہے

طوافِ گنبدِ خضرا جو کر رہی ہے نظر　　　ہے روشنی کی طرف پھر سے روشنی کا سفر
اسیرِ شام وسحر یوں تو جانے کب سے تھے　　　مگر کچھ اور ہی دیکھے حرم کے شام وسحر

باوجود بھی کام نہ کیا ان کی کچھ یادیں سے

وہ شاداب لمحے جو گزرے وہاں پر ــ مہک اُن کی سینوں میں آتی رہے گی
ملی ہے کرن جو یقیں کی دلوں کو ــ اندھیروں میں شمعیں جلاتی رہے گی
سنہری سنہری وہ روضہ کی جالی ــ ہمیں اپنی جانب بلاتی رہے گی

جمالِ صبحِ طیبہ ہے نظر میں ــ ابھی تک ہوں مدینے کے سفر میں
انہیں دیکھا نہ ان کے روبرو بھی ــ نظر کھوئی ہوئی تھی بام و در میں
خداوندا جگہ تھوڑی سی مل جائے ــ جوارِ رحمتِ خیر البشرؐ میں

ان کے در سے دولتِ ایقاں لے کر آئے ہیں ــ اپنے قالب میں نیا انسان لے کر آئے ہیں

پھر ہری کر لائے ہیں ہم اپنے تن کی چوبِ خشک ــ قلبِ ویراں میں نئے ارماں لے کر آئے ہیں
خاکدانِ دہر میں تھے ہم بگولے کی طرح ــ اُس نظر سے اپنی ہم پہچان لے کر آئے ہیں
اب نہ بہکیں گی نگاہیں اب نہ بھٹکیں گے قدم ــ ہر عمل کے واسطے میزان لے کر آئے ہیں
ہم وہیں کے ہیں وہیں گزرے گی باقی زندگی ــ پھر بلائیں گے یہ اطمینان لے کر آئے ہیں

وہ قلب و جاں میں اُترتی تھی روشنی کی طرح ــ ترس گیا موذن کی اس اذاں کے لیے

کلیم عثمانی پہلے ہی نیک دل انسان تھے، مگر حاضری وحضوری کی بدولت ان کے سینہ بے کینہ میں آقائے نامدار ﷺ کی پیروی کی ایسی لہر اٹھی، جو ان کی پوری زندگی کو محیط ہوگئی۔ ان کی وابستگی اسلام اور صاحبِ اسلام سے اور گہری ہوگئی۔ اس طرح نعت کی حقیقی روح سے آگاہی کے ساتھ جو نعت انہوں نے لکھی وہ نئی نعت کے مزید نئے آفاق دکھاتی ہے۔ اور اس کے خدوخال ادب وآگہی سے عبارت ہیں۔ ان کے کچھ ایمان افروز اور روح پرور اشعار پر پیشوائی ختم کرتا ہوں۔

زمانہ لاکھ بدلے کروٹوں پر کروٹیں لیکن دلوں کے ساتھ وابستہ رہے گا احترام اُن کا

یہ کس کی یاد کرن بن کے مسکرائی ہے چمک شاعری دیان دھڑکنوں کا نگر

آواز سن رہا ہوں پرِ جبرائیل کی میں آج اپنی ذات کے غارِ حرا میں ہوں

جان و دل اُن پر تصدق ان پہ لاکھوں ہوں سلام
جو ہمارے واسطے قرآن لے کر آئے ہیں
اُس ذاتِ گرامی پہ درودوں کی ہو بارش
سکھلا دیا جس نے مجھے جینے کا قرینہ

ہو کیوں نہ مری نعت کا ہر حرف ستارہ ہے ان کی محبت سے منوّر مرا سینہ
بس خوش ہے کلیم ان کی غلامی کے شرف سے رکھتا نہیں دُنیا میں کسی شخص سے کینہ

قبلۂ جاں مرے اعمال کا قبلہ ہو درست
دُور آقا مرے کردار کی خامی ہو جائے

آخر میں دعا ہے کہ یہ کلام بارگاہ صمدیت اور حضور رسالت میں مقبول ہو اس کی بدولت کلیم عثمانی صاحب کی آخرت کی ساری منزلیں آسان ہوں اور انہیں قرب و خوشنودیٔ ممدوح کریم نصیب ہو۔

پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور

حفیظ تائب

۶ جنوری ۲۰۰۱ء

وہ ماہِ حرا نورِ ہُدا مہرِ رسالت
سایہ کوئی گزرا نہ کبھی اس کے قریں سے

اللہ سائیں

تابندہ ہر اک شے میں حقیقت ہے اسی کی
افلاک سے تا خاک حکومت ہے اسی کی

سایہ بھی اسی کا ہے شجر بھی ہیں اسی کے
اس دھوپ کے صحرا میں تمازت ہے اسی کی

ہر لمحۂ موجود اسی کی ہے نشانی
گزرا ہوا جو پل ہے شہادت ہے اسی کی

ہے عظمت و جبروت اسی شان کے شایاں
حاوی جو ہر اک شے پہ ہے طاقت ہے اسی کی

87007

شبنم کے جھروکوں سے وہی جھانک رہا ہے
ہر پھول کے چہرے پہ صباحت ہے اسی کی

سب شاہ و گدا اس کے ہی در کے ہیں سوالی
ہر بندۂ عاجز کو ضرورت ہے اسی کی

اٹھتے نہیں یہ پاؤں بغیر اس کے اٹھائے
اس پیکرِ خاکی میں حرارت ہے اسی کی

جو اس کے سوا اور کہیں سر نہ جھکائے
ایمان اسی کا ہے عبادت ہے اسی کی

بیت اللہ شریف

اے جلوہ گہہِ حُسنِ ازل مطلعِ انوار
سرمایۂ تسکینِ دل و جاں ترا دیدار

مایوس دلوں کے لئے اُمید کا تارا
تو خُفتہ نصیبوں کے لئے دولتِ بیدار

ہر صبح تری نغمہ فشاں حمد و ثنا سے
ہر شام تری نشۂ توحید سے سرشار

فردوسِ نظر رُکنِ یمانی کا نظارہ
میزاب ہے یا دستِ کرم کوئی گہربار

پروانہ صفت گرد ترے اہلِ تمنا
کرتے ہیں عقیدت کا عجب ڈھنگ سے اظہار

آنکھوں میں نمی دل میں کسک لب پہ دعائیں
سائے میں ترے بیٹھے ہیں رحمت کے طلبگار

اُن سجدوں کی قیمت نہیں کونین کی دولت
ہو جن کے مقدر میں ترا سایۂ دیوار

تو سینۂ گیتی کا دھڑکتا ہوا دل ہے
دامن میں نہاں ترے جہانوں کے ہیں اسرار

جب دیکھیے اک نور کی بارش کا سماں ہے
کس طرح اُٹھے تیری طرف چشمِ گنہگار

اے سجدہ گہہِ اہلِ وفا دیکھ ذرا دیکھ
تخریب کے ہر سمت نظر آتے ہیں آثار

آلودۂ عصیاں ہے جمالِ رُخِ ہستی
انسان سے انسان ہے پھر برسرِ پیکار

بھٹکے ہوئے احساس کو منزل کا پتہ دے
انسان کو بھولا ہوا پھر درسِ وفا دے

(صحن بیت الحرام میں) ۸ مارچ ۱۹۸۴ء

سلام بحضور خیرالانامؐ

وجہِ خلقِ جہاں سلام و علیک
غایتِ کُن فکاں سلام و علیک

چشمۂ آبِ کوثر و تسنیم
چشمِ رحمت فشاں سلام و علیک

صاحبِ مسندِ ہدایتِ دیں
شاہِ پیغمبراں سلام و علیک

دامنِ خوشگوارِ صُبحِ ازل
خندۂ حق نشاں سلام و علیک

شرحِ و الفجر عارضِ زیبا
رشکِ صد گلستاں سلام و علیک

گل بداماں بساطِ لوحِ جبیں
جانِ باغِ جناں سلام و علیک

آپؐ کا ذکرِ خیر ہے بیشک
زوحِ امن و اماں سلام و علیک

چشمِ رحمت کا منتظر ہے کلیم
اے شہِ انس و جاں سلام و علیک

گرد سفر میں جب سے وہ مصطفیٰ میں ہیں
پڑتے نہیں ہیں پاؤں زمیں پہ کسی میں ہیں

ہاتھ غنچے کی شکل جو دعا میں ہیں
لگتے ہیں جیسے حلقہ میں قسم میں ہیں

کھینچے ہے شوق اور چھڑا جو دعا میں ہیں
دنیا سے سب نیاز کی بیڑی اور میں ہیں

چھپے ہوئے ہیں نور کی چادر میں قلب و ذہن
ممکن نہیں ہے جھکا ہیں جو نظر میں ہیں

ذکر حبیب رب پہ ہے مستی نگاہ میں
ہیں آج رحمتوں کی بڑی حصہ میں ہیں

دنیا کے بندھنوں سے ہے آزاد زندگی
محسوس ہو رہا ہے کہ تازہ ہوا میں ہوں

پردے منافقت کے سبھی چاک ہو گئے
اُن کا کرم ہے آج فقط اِک ردا میں ہوں

پرواز کر رہا ہوں سُوئے مرکزِ یقیں
اُلجھا ہوا مگر غمِ صبح و مسا میں ہوں

کھلتی نہیں زبان کروں عرضِ حال کیا
ڈوبا ہوا تمام میں جُرم و خطا میں۔ ہوں

پھیلی ہوئی ہیں تا بہ ابد جس کی وسعتیں
اُس راہِ شوق کی میں ابھی ابتدا میں ہوں

کیسے کہوں کہ اذنِ حضوری کا شکریہ
عصیاں کا بوجھ سر پہ ہے شرم و حیا میں ہوں

آواز سن رہا ہوں پرِ جبرئیل کی
میں آج اپنی ذات کے غارِ حرا میں ہوں

اے محتسب نہ روک ارے محتسب نہ روک
مصروف میں تو مدحتِ خیرالوریٰ میں ہوں

میرا غرور و فخر تو نسبت ہے آپ سے
دعویٰ نہیں ہے مجھ کو میں اہلِ صفا میں ہوں

بابِ حرم کے سامنے حالت عجیب ہے
خوفِ سزا میں ہوں کبھی کیفِ جزا میں ہوں

زمزم پیا تو ایسے لگا جیسے دُھل گئیں
ساری کثافتیں جو تھیں دل پر جمی ہوئی
اک موجِ سلسبیل رگ و پے میں ڈھل گئی
تاریک قلب و جاں میں عجب روشنی ہوئی

....

بیت الحرام میں نمازِ جُمعہ سے پہلے ارتجالاً

۹ مارچ ۱۹۸۴ء

بارِ گناہ سر پہ اٹھائے ہوئے تھا میں
تیرا کرم کہ تونے گلے سے لگا لیا
بیٹھا ہوا ہوں رُکنِ یمانی کے سامنے
حیراں ہوں کیسے مجھ کو یہاں تک بلا لیا
احرامِ شوق باندھ کے میرے وجود پر
داغِ برہنگی مرا تونے چھپا لیا
تیری سیہ قبا سے جھلکتی ہے جس کی ضو
وہ نُور قلب و ذہن میں میں نے بسا لیا

حرفِ دُعا

مرے حضور مری بس یہی گزارش ہے
ملے کلام کو میرے دوام کی صورت
قبولِ عام کی دولت نصیب ہو اس کو
جہاں بھی جائے ملے احترام کی صورت

نماز فجر کے وقت مسجدِ نبویؐ میں...... ۱۱ مارچ ۱۹۸۴ء

....

سنہری جالیوں سے چھن رہی ہے
چمک اُس خاورِ صبحِ قدم کی
ریاضِ جنّہ میں ہوں سر بہ سجدہ
فضا محسوس ہوتی ہے ارم کی

جلائے بیٹھا ہوں کب سے چراغِ دیدۂ تر
حضور رحمتِ عالم کرم کی ایک نظر

ہر ایک گام ہے در پیش عرصۂ محشر
حضور سایۂ رحمت کو ڈھونڈتا ہے بشر

زمیں پہ بکھرے ہوئے رنگ سب تمہارے ہیں
فلک پہ کاہکشاں ہے تمہاری گردِ سفر

تمہارا اسم گرامی دلوں کی دھڑکن ہے
تمہاری ذات ہے وجہِ غرور و فخر بشر

تمہارے سانسوں کی خوشبو چمن کے پھولوں میں
تمہارے نام سے روشن چراغِ شمس و قمر

یہ کس کی یاد کرن بن کے مسکرائی ہے
چمک اُٹھا میری ویران دھڑکنوں کا نگر

یہ کس کا نقشِ کفِ پا خیال میں اُبھرا
رواں دواں ہے مرے ساتھ میری راہگزر

طوافِ گنبدِ خضریٰ جو کر رہی ہے نظر
ہے روشنی کی طرف پھر سے روشنی کا سفر

اسیرِ شام و سحر یوں تو جانے کب سے تھے
مگر کچھ اور ہی دیکھے حرم کے شام و سحر

زہے نصیب کہ قدموں میں اُنکے بیٹھا ہوں
زمانے بھر کے لئے ہیں جو رحمتوں کا شجر

وسیلہ اُن کو بنایا ہے جب دعاؤں میں
مجھے یقیں ہے کھُلے گا ضرور بابِ اثر

یہ سوچ سوچ کے دل ڈوب ڈوب جاتا ہے
نہ جانے کب ہو مقدر میں پھر ادھر کا سفر

مسجد نبویؐ میں نمازِ مغرب سے کچھ دیر پہلے......۱۱ مارچ ۱۹۸۴ء

مواجہ میں کھڑا میں رو رہا ہوں
سیاہی اپنے دل کی دھو رہا ہوں
زہے قسمت وہ میرے روبرو ہیں
مخاطب آج اُن سے ہو رہا ہوں

جہاں وہ رحمتِ کونینؐ آرمیدہ ہے
وہ سرزمین فلک سے بھی برگزیدہ ہے
ہو ان کی نعت کا انساں سے حق ادا کیونکر
قرآن جن کے محاسن کا اک قصیدہ ہے

مسجدِ نبویؐ میں نمازِ فجر کے وقت ۱۳ مارچ ۱۹۸۳ء

دائم آباد رہے شہرِ نبیؐ شہرِ کرم
پھر فقیروں کا تری گلیوں میں پھیرا ہو گا
درمیاں رات جُدائی کی ہوئی ہے حائل
دیکھیے کب شبِ فرقت کا سویرا ہو گا

....

ایک ذرہ مدحت خورشید کیسے کر سکے
غرقِ ظلمت نور کی تائید کیسے کر سکے
قطرۂ شبنم ہوں میں وہ ذات بحرِ بیکراں
پا شکستہ موج کی تقلید کیسے کر سکے

مدینہ منورہ سے روانگی کے وقت ارتجالاً ۷ مارچ ۱۹۸۴ء

مدینہ طیبہ سے جدہ روانگی کے وقت راستے میں

وہ شاداب لمحے جو گزرے وہاں پر
مہک اُنکی سانسوں سے آتی رہے گی
ملی ہے کرن جو یقیں کی دلوں کو
اندھیروں میں شمعیں جلاتی رہے گی
بہت آئے گا یاد راتوں کو اُٹھنا
اذانِ حرم گدگداتی رہے گی
دمِ صبح وہ اُن کے در پر حضوری
مسلسل ہمیں خوں رُلاتی رہے گی
سنہری سنہری وہ روضہ کی جالی
ہمیں اپنی جانب بُلاتی رہے گی
وہ سجدوں کی لذت دُعا کی حلاوت
ہمیں یاد اُن کی دلاتی رہے گی

جو ملتی ہے بڑی مشکل سے یہ ایسی سعادت ہے
مدینے کی فضا میں سانس لینا بھی عبادت ہے

دیا اذنِ حضوری مُجھ سے ناکارہ کو آقاؐ نے
بلایا اپنے در پر کسقدر مجھ پر عنایت ہے

کھڑا ہوں سر جھُکائے بابِ رحمت پر ندامت سے
کروں کیا عرض چہرے پر ندامت ہی ندامت ہے

یہ کیا کم ہے شرف شامل ہوں میں اُن کے غلاموں میں
وہ جن کے زیرِ پا دونوں جہاں کی بادشاہت ہے

کھڑا ہے سرو قد جبلِ اُحد اُن کی سلامی کو
وہ جنکا نامِ نامی آج بھی روحِ شجاعت ہے

شہیدوں کے لہو کی سُرخیاں ہیں چار سو روشن
زمیں کے چپے چپے پر لگی مہر شہادت ہے

ہوائیں آج بھی مہکی ہوئی ہیں انکی خوشبو سے
وہ جن کا نام نامی روح کی تسکین و راحت ہے

جبیں سجدے میں جھکتی ہے یہاں بھی شکر ہے لیکن
قدومِ پاک میں کچھ اور ہی کیفِ عبادت ہے

ہر اک ذرے میں پوشیدہ صداقت کے خزانے ہیں
ہر اک ذرہ وہاں کا مشعلِ نورِ ہدایت ہے

گلی کوچوں میں بکھرے ہیں خزانے سرِّ وحدت کے
ہر اِک چہرے پہ روشن آج تک شمعِ صداقت ہے

مثالِ شمع روشن ہیں کسی کے نقشِ پا اب تک
اثاثہ زیست کا آقا ہر اک اشکِ ندامت ہے

خیر البشرؐ

شرمندہ ہیں افلاک بھی طیبہ کی زمیں سے
خورشید نکلتا ہے ہر اک صبح یہیں سے

مدت سے ہے ارمان کہ میں صحنِ حرم کو
پلکوں سے کروں صاف کبھی اپنی جبیں سے

کس نور سے تخلیق تھا وہ بندۂ خاکی
آئینے خجل ہو گئے اُس روئے مبیں سے

بُوذرؓ کا غنا فقرِ علیؓ جس سے ہو حاصل
نعمت کوئی بڑھ کر نہیں اس نانِ جویں سے

اُس خلقِ مجسم کا بیاں کیسے ہو ممکن
پیش آتا ہو دشمن سے بھی جو خندہ جبیں سے

اُس حسن کا پرتَو سحر و شام میں دیکھوں
وہ نور جھلکتا ہے ستاروں کی جبیں سے

وہ ماہِ حرا نورِ ھُدیٰ مہر رسالت
سایہ کوئی گزرا نہ کبھی اس کے قریں سے

کچھ بھی تو نہیں یاد بجز گریۂ پیہم
کیا عرض کروں گنبدِ خضرا کے مکیں سے

اُن کے در سے دولتِ ایقان لے کر آئے ہیں
اپنے قالب میں نیا انسان لے کر آئے ہیں

چُوم آئے اپنی آنکھوں سے ہم اُن کا نقشِ پا
اُن کی گلیوں کے بڑے احسان لے کر آئے ہیں

بے سروساماں چلے تھے اُس گلی کی سمت ہم
ساتھ اپنے سینکڑوں سامان لے کر آئے ہیں

ہم سجا لائے ہیں اپنے سر پہ اُس کوچے کی خاک
عاقبت کی راہ کا سامان لے کر آئے ہیں

پھر ہری کر لائے ہیں ہم اپنے تن کی چوبِ خشک
قلبِ ویراں میں نئے ارمان لے کر آئے ہیں

کچھ نہ تھے ہم رتبۂ حسّان لے کر آئے ہیں
زندگی کا اِک نیا عنوان لے کر آئے ہیں

جان و دل اُن پر تصدّق ان پہ لاکھوں ہوں سلام
جو ہمارے واسطے قرآن لے کر آئے ہیں

خاکدانِ دہر میں تھے ہم بگولے کی طرح
اُس نظر سے اپنی ہم پہچان لے کر آئے ہیں

اب نہ بہکیں گی نگاہیں اب نہ بھٹکیں گے قدم
ہر عمل کے واسطے میزان لے کر آئے ہیں

کیا بتائیں کس طرح پہنچے ہیں ہم واپس یہاں
دل وہیں پر چھوڑ آئے جان لیکر آئے ہیں

ہم وہیں کے ہیں وہیں گزرے گی باقی زندگی
پھر بُلائیں گے یہ اطمینان لے کر آئے ہیں

جہاں بھی اسمِ محمدؐ لکھا ہوا دیکھا
تجلّیوں کا وہاں ایک سلسلہ دیکھا

کبھی خیال میں اُبھرا جو گنبدِ خضرا
نظر کے سامنے گلشن کِھلا ہوا دیکھا

جہاں میں آئے ہیں یوں تو بہت نبی لیکن
کوئی نہ اُن سا زمانے نے دوسرا دیکھا

لبوں پہ آیا ہے جب بھی وہ اسمِ پاک مرے
دہن میں کوثر و تسنیم کو گھلا دیکھا

نبیؐ اُمّی لقب پر فدا ہو جان مری
خدا کو آپؐ کے لہجے میں بولتا دیکھا

وہ سیلِ نور تھا روکے سے کس طرح رکتا
نہ اُس نے وقت کو دیکھا نہ راستہ دیکھا

ہم ایسے سوختہ ساماں گناہگاروں پر
کسی کا لطف و کرم اور بھی سوا دیکھا

لیا جو عرصۂ محشر میں ان کا نام کلیم
سروں پہ پھیلا ہوا سایۂ ردا دیکھا

نفس نفس میں ہے تیرا مسکن نظر نظر میں قیام تیرا
ہزار بدلے زمانہ لیکن دلوں کی دھڑکن ہے نام تیرا

ترے مراتب کی گرد کو بھی نہ کوئی پہنچا نہ کوئی پہنچے
خدائے برتر کے بعد دل میں ہے جاگزیں احترام تیرا

وہاں وہاں ہو رہا ہے اب تک ہواؤں کے دوش پر چراغاں
فضائے کون و مکاں میں پہنچا جہاں جہاں بھی پیام تیرا

ترے ہی دم سے تو آدمی کو ملی ہے معراجِ آدمیت
کرم کا دریا ہے ذات تیری لقب ہے خیرالانام تیرا

تو حسنِ فطرت کا آئینہ ہے جمال تیرا خُدا نُما ہے
عمل ترا مشعلِ ہدایت کلامِ حق ہے کلام تیرا

محیط ہے آسماں کی صورت سروں پہ تیرے کرم کا سایہ
ہر ایک دل کا تو آسرا ہے کہ بخشوانا ہے کام تیرا

حدودِ فکر و نظر میں لائے کلیمؔ تیری صفات کیسے
ملک سے آگے تری رسائی فلک سے اونچا مقام تیرا

نورِ مجسم روحِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
اہلِ نظر کے کعبۂ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

رُوحِ بہارِ گلشنِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
رحمتِ عالم شفقتِ دائم صلی اللہ علیہ وسلم

ماہِ نبوت مہر رسالت رازِ محبت شمعِ ہدایت
آیۂ رحمت شارعِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

عرش کی زینت فرش کی رفعت مالکِ جنت شافعِ اُمت
ساقیِ کوثر مالکِ زمزم صلی اللہ علیہ وسلم

فخرِ رُسل کی اُمت نے بھی فخرِ اُمم کا رتبہ پایا
رحمتِ حق کی بارش اور ہم صلی اللہ علیہ وسلم

حُبِّ محمدؐ دولتِ ایماں یادِ محمدؐ نورِ دل و جاں
ذکرِ محمدؐ دافعِ ہر غم صلی اللہ علیہ وسلم

دیکھ کلیم اُس جانِ چمن کے روئے مبیں پر نوری پسینہ
پھول پہ جیسے گوہرِ شبنم صلی اللہ علیہ وسلم

قلب و جاں پر نور برساتی سحر درکار ہے
پھر فضائے کوچۂ خیرالبشر درکار ہے

اس خراب آباد ہستی میں تو اب جینا ہے موت
غم کی ماری زندگی کو اپنا گھر درکار ہے

چاہتی ہے پھر طوافِ گنبد خضریٰ نظر
پا شکستہ موج کو اذنِ سفر درکار ہے

پھر مواجہ کی حضوری دل کو تڑپانے لگی
زندگی کو پھر سعادت کا سفر درکار ہے

قید کب تک اس اندھیرے کے جزیرے میں رہوں
شبِ گزیدہ زیست کو نورِ سحر درکار ہے

اُن کا سودا جس میں ہو جو اُن کے قدموں میں رہے
میرے شوقِ بندگی کو ایسا سر درکار ہے

اُٹھ رہی ہیں ساری دنیا کی نگاہیں اُن کی سمت
راہِ گم کردہ جہاں کو راہبر درکار ہے

جس پہ روشن آج تک ہیں اُس کفِ پا کے چراغ
میرے پائے شوق کو وہ راہگزر درکار ہے

ڈھونڈتی رہتی ہیں نظریں اُن کے در کے صبح و شام
بے اثر حرفِ دُعا کو پھر اثر درکار ہے

نعتِ خیرالبشرؐ

خواب ہی میں جو میسر ترا جلوہ ہو جائے
نور ہی نور مری زیست کا صحرا ہو جائے

خاک میری جو غبارِ رہِ طیبہ ہو جائے
سر پہ جو بوجھ ہے عصیاں کا وہ ہلکا ہو جائے

نور پھر سے جو ترا برسرِ فاراں چمکے
غم کی ماری ہوئی دنیا میں سویرا ہو جائے

تیرے کوچے کی ہواؤں میں ہے تاثیرِ شفا
پہنچے اس در پہ جو بیمار تو اچھا ہو جائے

بخش دے تو جسے خوش ہو کے غلامی کا شرف
ذرۂ خاک اگر ہو تو ستارہ ہو جائے

جو ترے چاہنے والوں کو میسر تھا کبھی
کاش اس سر میں بھی اُس عشق کا سودا ہو جائے

جب بھی ڈالوں میں ترے اسوۂ کامل پہ نظر
ہیچ نظروں میں مری دولتِ دنیا ہو جائے

شبِ معراج

محو تسبیح ہوئے کون و مکاں آج کی رات
جادۂ شوق پہ ہے کون رواں آج کی رات

ام و در نور کے سانچے میں ڈھلے جاتے ہیں
خاک کے ذرے بھی ہیں کاہکشاں آج کی رات

کس کے جلوؤں سے منور ہے ہر اک راہگزر
نور ہی نور ہے ہر سمت رواں آج کی رات

شبنمی رات کے آنچل میں ہے کرنوں کا سُہاگ
جگمگا اُٹھی ہے تقدیرِ جہاں آج کی رات

روئے فطرت سے ہر اک پردہ اُٹھا جاتا ہے
صُورتِ حُسن حقیقت ہے گماں آج کی رات

نغمۂ شوق بنی جاتی ہے دل کی دھڑکن
نام اُن کا ہے مرے وردِ زباں آج کی رات

ہر نفس ایک عبادت ہے زہے گرمیٔ شوق
ہر نظر بن گئی اُلفت کی نظر آج کی رات

کیف و مستی کے خزانے ہیں ہواؤں میں نہاں
ہے نگاہوں میں بہاروں کا سماں آج کی رات

نبضِ کونین پہ وہ ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں
گردشِ وقت کا احساس کہاں آج کی رات

اللہ اللہ نگہِ شوق کی معراج کلیم
حُسن خود ہے مری جانب نگراں آج کی رات

واقعاتِ طور و موسیٰ کو زمانہ ہو گیا
چاہئے تجدید یہ قصہ پرانا ہو گیا

اِک نگاہِ مختصر میری طرف اے برقِ حُسن
طور پر بجلی گرائے اِک زمانہ ہو گیا

بُلبلوں نے گلستاں میں جب کیا ذکرِ رسولؐ
رنگ پر آئی فضا منظر سُہانا ہو گیا

میری نظروں میں ہے جب سے تیرا آئینِ حیات
ہر نفس میرے لئے اک تازیانہ ہو گیا

شمع پر پروانہ صدقے چاند پر شیدا چکور
اے زہے قسمت کہ میں تیرا دوانہ ہو گیا

ہو گئی جب اُن کے جلووں نے نظر کی سازباز
خود بہ خود رنگِ طبیعت عارفانہ ہو گیا

لے چلا سُوئے مدینہ جب مجھے عشقِ رسولؐ
ہر قدم میرے لئے اک آستانہ ہو گیا

خواب میں بطحا کے جلوے دیکھ لیتا ہوں کلیم
اُن کی بزمِ ناز تک اب آنا جانا ہو گیا

کلیوں کے دھڑکتے سینوں میں ارمان تمہارا دیکھا ہے
افسانۂ بزمِ ہستی پر عنوان تمہارا دیکھا ہے

بخشی ہیں تمہارے جلووں نے بے نور دلوں کو تنویریں
تاریک فضائے عالم پر احسان تمہارا دیکھا ہے

اے ساقیٔ کوثر مجھ کو بھی اِک جامِ شرابِ بیداری
ہر ادنیٰ و اعلیٰ پر یکساں فیضان تمہارا دیکھا ہے

عصیاں پہ جو اپنے نادم ہو آ جائے ہمارے دامن میں
اے رحمتِ عالم یہ ہم نے اعلان تمہارا دیکھا ہے

اقرار تمہاری عظمت کا محدود نہیں کچھ ہونٹوں تک
ہم نے تو دلوں کی دنیا میں فرمان تمہارا دیکھا ہے

قدموں میں دو عالم کی دولت پیوند قبا و چادر میں
دنیا نے یہ اپنی آنکھوں سے سامان تمہارا دیکھا ہے

سرکارِ دو عالم ایک نظر ہو جائے کلیم خستہ پر
ہم نے تو دو عالم کے سر پر احسان تمہارا دیکھا ہے

تضمین بر نعتِ قدسی

سب جہانوں کے شرف سارے زمانوں کے نبی
پرتو حسنِ ازل ذاتِ گرامی ہے تری
دیکھ کر تجھ کو یہ بے جان فضا بول پڑی
مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ذات اقدس ہے تری نورِ ہُدیٰ جوئے کرم
کہکشاں بن کے چمکتے ہیں ترے نقشِ قدم
تیری توصیف بھلا کیسے کرے کوئی رقم
من بے دل بجمالِ تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

مظہرِ ذاتِ خدا تجھ پہ ہزاروں ہوں سلام
تیرا پیغام ہے دراصل خدا کا پیغام
ذات پر تیری ہوا دینِ خدا کا اتمام
نخل بُستان مدینہ زہے سرسبز مدام

زاں شدہ شہرۂ آفاق بہ شیریں رطبی

امن عالم کا دیا تونے جہاں کو منشور
تونے بدلا ہے جہالت کا پرانا دستور
تیرے دم سے ہوئے دنیا کے اندھیرے کافور
ذاتِ پاک تو دریں ملک عرب کردہ ظہور
زاں سبب آمدہ قرآں بہ زبانِ عربی

ہیں شہنشاہِ زمانہ بھی ترے در کے گدا
ذکر رہتا ہے فقیروں میں ترا شام و مسا
کب ترے در سے سوالی کوئی ناکام پھرا
نسبتے نیست بہ ذاتِ تو بنی آدم را
برتراز عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

بھول سکتا ہوں بھلا کیسے مدینے کا سفر
وہ دھنک رنگ اُجالا وہ حرم کا منظر
ایک بار اور بلا لے مجھے اپنے در پر
چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی

رنگِ رخِ حیات ہے اُن کے جمال کی کرن
ان کی رضا پہ منحصر گردشِ وقت کا چلن

اسکی حیات و موت کیا اُسکے نصیب کی نہ پوچھ
جس کی متاعِ زیست ہو ان کے دیار کی لگن

نغمۂ موجِ زندگی اُس کے ہر اک نفس کی لے
جسکے رباب دل پہ ہو ان کا خیال نغمہ زن

دل کی خلش سے کھل گئے رازِ نہانِ زندگی
نقشِ دوام بن گئی جرأتِ ضربِ کوہکن

خود نگری کے واسطے چاہئے دولت جنوں
ہوش و خرد کی گمرہی پیروئ علم و فن

منزلِ شوق کا نشاں مل نہ سکا انہیں کبھی
جنکے دلوں میں تھی نہاں خار مراد کی چبھن

گزرے ہیں جس طرف سے وہ جشن بہار ہے وہیں
مہکے ہوئے ہیں آج تک غنچہ و گل کے پیرہن

چھائی ہوئی تھی ہر طرف کفر کی تیرگی کلیم
دے گئی صبح کی خبر ان کے جمال کی کرن

حریمِ شاہدِ فطرت کے رازداں تُم ہو
فروغِ عظمتِ انساں کے ترجماں تُم ہو

نگاہِ ہوش تمہارا مقام کیا جانے
جہاں خرد کی رسائی نہیں وہاں تُم ہو

تمہاری راہ کے ذرے بھی ماہ و انجم ہیں
ہو زیرِ خاک نہاں پھر بھی آسماں تُم ہو

بقدرِ ظرف ہر اک فیضیاب ہوتا ہے
مثالِ ابر زمانہ پہ مہرباں تُم ہو

تمہارے در کی لگن زندگی کا حاصل ہے
ہماری منزلِ مقصود کا نشاں تُم ہو

تمہارا نام ہے وجہِ سکون دیدہ و دل
خوشا نصیب مددگارِ عاصیاں تُم ہو

زمانہ درپئے آزار ہے تو کیا پرواہ
نہیں ہے جنکا کوئی اُن پہ مہرباں تُم ہو

نفس نفس ہے فروزاں تمہاری یادوں سے
برنگِ شعلۂ جاں جسم میں نہاں تم ہو

ہے مستحقِ نوازش کلیم بھی سرکار
حضور چشمۂ رحمت کے پاسباں تم ہو

اے جمالِ بزمِ ایماں، اے کمالِ آگہی
تیرے کوچے میں ملا آ کر سُراغِ زندگی

تونے سمجھایا مقامِ آرزو رمزِ طلب
زندگی کو تونے بخشا سوز و سازِ زندگی

بے نیازِ دولتِ دنیا ترے در کے فقیر
سر بسجدہ ہے ترے آگے غرورِ خواجگی

ہے وقارِ آدمیت تیرا آئینِ وفا
تو نے زندہ کر دیا ہر دل میں احساسِ خودی

خاک کے ذروں کو تو نے ماہ و انجم کر دیا
ہر بلندی آ کے تیرے آستاں پر جھک گئی

غم کے مارے ڈھونڈتے ہیں تیرے دامن کی پناہ
تیرے میخانے سے ملتی ہے شرابِ سرخوشی

ہو جو توفیق تو بس نعتِ پیمبر لکھوں
کوئی حرف اور نہ اس صنف سے باہر لکھوں

میری پہچان جو ہو جائے ثنائے خواجہ
پھر تو میں خود کو مقدر کا سکندر لکھوں

مجھ سیہ کار کو بھی جس نے دیا اذنِ سلام
کیوں نہ اُس ذات کو رحمت کا سمندر لکھوں

روز ہوتی تھی جہاں ایک نئی بارشِ نور
کیسے الفاظ میں اُس صبح کا منظر لکھوں

دولت صبر و رضا جس کو یہاں مل جائے
آج کے دور کا اس شخص کو بوذر لکھوں

گردشِ وقت کے تابع ہیں مہ و مہر تو پھر
کس طرح چاند کو میں روئے منور لکھوں

از ازل تا بہ ابد ان کی نبوت کی حدیں
اور نبیوں کے انہیں کیسے برابر لکھوں

سب جہانوں میں اسی نام کا جلتا ہے چراغ
سب زمانوں کا انہیں ہادی و رہبر لکھوں

جس پہ خوش ہو کے عطا کر دیں وہ چادر اپنی
آرزو ہے کبھی وہ نعت پیمبرؐ لکھوں

ہر عمل آپؐ کا احکام خدا کی تفسیر
کیوں نہ قرآن کو میں آپؐ کا پیکر لکھوں

اُن کے ہی ذکر سے ملتی ہے سکوں کی دولت
کیوں نہ اُس نام کو میں قلب کے اُوپر لکھوں

خاک اُس در کی مری آنکھوں کا سرمہ ہے کلیم
کیوں نہ میں خود کو غنی اور تونگر لکھوں

شہِ مدینہ سے میرا سلام کہہ دینا
جو لب تک آ نہ سکا وہ پیام کہہ دینا

نسیم تیرا گزر ہو تو کوئے بطحا میں
فسانہ ہائے غمِ ناتمام کہہ دینا

بھلا چکی ہے مساوات کا سبق اُمت
اب ایک صف میں نہیں خاص و عام کہہ دینا

خدا پرستی کی دولت سے ہو گئے محروم
ہے زر پرستی کا قائم نظام کہہ دینا

نہیں ہے ذہنوں میں تفریق نیک و بد باقی
ہوئے ہیں ایک حلال و حرام کہہ دینا

کھلے ہیں چاروں طرف جھوٹ کے حسیں بازار
صداقتوں کا نہیں احترام کہہ دینا

صفیں لپیٹ کے بیٹھے ہیں راہِ دنیا میں
نہیں نمازوں کا اب اہتمام کہہ دینا

بُجھے پڑے ہیں دلوں میں چراغِ ایمانی
بنے ہوئے ہیں ہوس کے غلام کہہ دینا

رنگے ہیں ہاتھ مسلماں کے خونِ مسلم سے
محبتوں کا نہیں احترام کہہ دینا

مثالِ کعبۂ آذر ہیں پھر دلوں کے حرم
خدا کے دیں کا نہیں احترام کہہ دینا

بے تعلق رہے دُنیا کے ہر اک کام کے ساتھ
تیرے کوچے میں رہے ہم بڑے آرام کے ساتھ

رات ہوتی تھی بسر شوقِ حضوری میں تری
آنکھ کھلتی تھی ہر اک صبح ترے نام کے ساتھ

دور گرچہ ترے قدموں سے ہوں آقا پھر بھی
میری ہر صبح ہے وابستہ تری شام کے ساتھ

تیری آواز سے بے جان فضا بول پڑی
جاگ اُٹھے سارے مناظر تیرے پیغام کے ساتھ

تیرے فیضانِ کرم سے ہوا ایمان نصیب
تیرا احساں ہے کہ وابستہ ہیں اسلام کے ساتھ

ہوس و حرص کی وہ آگ ہے پھیلی آقا
اب تو مشکل ہوا جینا ہمیں آرام کے ساتھ

غارِ حرا

واقفِ سرِّ رسالت ہے قرآں نہیں
ہم سرِ خلدِ بریں ہے تیری پتھریلی زمیں

تیرے سینے سے ہی پھوٹا ہے وہ چشمہ نور کا
جس سے منظر جگمگا اٹھا قریب و دور کا

جذب ہے سینے میں تیرے ان لمحوں کا سرور
جن سے دنیا میں ہوا ہے صبحِ وحدت کا ظہور

نقش ہیں تیری زمیں پر اس کے پاؤں کے نشاں
جس نبیؐ کے حسن کی خیرات ہیں دونوں جہاں

منتظر سرکارؐ کے ہیں تیرے بازو آج بھی
تیرے ذروں میں دمکتے ہیں وہ آنسو آج بھی

جن کے دم سے آبیاری کشتِ وحدت کی ہوئی
جن سے اونچی شان دنیا میں عبادت کی ہوئی

پرفشاں تیری فضاؤں میں ہوئے روح الامیں
سرزمیں پر تیری اُترا ہے وہ قرآنِ مبیں

جو سفیر روشنی ٹھہرا جہانوں کے لئے
مشعل رُشد و ہدایت سب زمانوں کے لئے

تیرگی کا روشنی سے واسطہ تجھ سے ہوا
عرشِ اعظم اور زمیں میں رابطہ تجھ سے ہوا

مصدرِ نور ذات ہے اُن کی
روشنی شش جہات ہے اُن کی

مظہرِ ذاتِ حق ہے ان کی ذات
شرحِ قرآن بات ہے ان کی

وقت چلتا ہے اُن کی مرضی پر
دن اُنہی کا ہے رات ہے اُن کی

آج تک اُس پہ حرف آنہ سکا
کتنی روشن حیات ہے ان کی

ہر عمل اُن کا ایک آئینہ
روشنی بات بات ہے اُن کی

ہو گئے اُن سے جو بھی وابستہ
آخرت میں نجات ہے اُن کی

دونوں عالم کے بادشاہ مگر
فقر بس کائنات ہے اُن کی

اُن کی توصیف کیا کرے کوئی
مدح خواں رب کی ذات ہے اُن کی

تو روشنی افروز سرِ پردۂ افلاک
تو نور فشانِ دل ظلمت کدۂ خاک

ہر بات تری دفترِ اسرار و معانی
ہر قول ترا مخزنِ صد نکتۂ ادراک

انسان کی عظمت کا تعین ہوا تجھ سے
ہے رحمتِ عالم ترا میلاد طربناک

اک تیری محبت ہے زمانے کی حقیقت
باقی جو ہے منجملۂ خار و خس و خاشاک

تو جلوۂ تقدیس کی تصویر سراپا
دل پاک نظر پاک بدن پاک خرد پاک

دنیا ہو کہ عُقبیٰ ہو ترے خلق کی نخچیر
جن و ملک و انس ترے بستۂ فتراک

ہے تیرے غلاموں کی یہ ادنیٰ سی نشانی
کسریٰ کے در و بام معلّٰے میں بھی بیباک

ہے تیرا ہی در مرجعِ آشفتہ مزاجاں
لے جائیں کہاں تیرے سوا دامن صد چاک

پھر ایک نظر اُمتِ بے رنگ و نوا پر
محتاج ہے پھر ابرِ بہاری کی رگِ تاک

پھر صبا آئی مدینے سے مہک اُن کی لئے
جنکی توصیف سے جلتے ہیں میرے دل میں دیئے

نعت کہنے کو جو بیٹھوں تو یہ دل جھومتا ہے
ایسا لگتا ہے کہ ہے کوثر و تسنیم پیئے

اُن کی تعریف سے میں خود کو بڑا کرتا ہوں
جن کی بعثت ہے شرف سارے جہانوں کے لئے

کوئی دیکھے تو ذرا اُن کے غلاموں کا نصیب
اُن کی چاہت میں مرنے اُن کی محبت میں جیئے

اُن پہ بارش ہو درودوں کی ہزاروں ہوں سلام
جن کا در سب کے لئے جن کا کرم سب کے لئے

پہنچے اُس در پہ تو یہ راز کھلا ہم پہ کلیم
جس کو جینا ہو مدینے کی فضاؤں میں جیئے

فلک کے چاند تاروں سے کوئی پوچھے مقام اُن کا
تجلی ہی تجلی ہے جہاں لکھا ہے نام اُن کا

نگاہِ اہلِ دانش کو خبر کیا عظمتیں اُن کی
جنوں والے سمجھ سکتے ہیں اوج اُن کا مقام اُن کا

ہزاروں میکدے عرفانیت کے اب بھی قائم ہیں
جہاں اُٹھتی تھیں وہ نظریں جہاں چھلکا تھا جام اُن کا

زمانہ لاکھ بدلے کروٹوں پر کروٹیں لیکن
دلوں کے ساتھ وابستہ رہے گا احترام اُن کا

اُچٹتی سی نظر اُن کی خدائی بخش دیتی ہے
شہنشاہوں کو لاتا ہے نظر میں کب غلام اُن کا

اُنہیں کے حسن سے روشن اُنہی کے ذکر سے تاباں
غریبوں بیکسوں میں تذکرہ ہے صبح و شام اُن کا

غمِ دوراں کی تلخی کیا ستائے گی کلیم اُس کو
جو ہے اُن کے غلاموں میں لیا ہے جس نے نام اُن کا

نعتِ خیرالوریٰ

مچل رہی ہے جبیں تیرے نقشِ پا کے لئے
بُلا لے پھر سے مدینے مجھے خدا کے لئے

جو قلب و جاں میں اترتی تھی روشنی کی طرح
ترس گیا ہوں مؤذّن کی اُس صدا کے لئے

کہیں یہ دردِ جُدائی نہ مار ڈالے مجھے
کرم کی ایک نظر اپنے بے نوا کے لئے

دعا یہ ہے کہ ترا نام حرفِ جان رہے
زبان وقف رہے بس تری ثنا کے لئے

مرے کریمؐ میرے مہرباںؐ مرے آقاؐ
کھلے گا بابِ اثر کب مری دُعا کے لئے

عمل سے خالی ہے دامن غریقِ عصیاں ہوں
اُٹھاؤں ہاتھ میں کس طرح التجا کے لئے

جو تیرے ادنیٰ غلاموں کا امتیاز رہا
کہاں سے لاؤں میں وہ حوصلہ وفا کے لئے

میں روزِ حشر سے خائف نہیں خدا کی قسم
ہے سائباں تری رحمت مری خطا کے لئے

تم پیکرِ فقر و غنا صبر و رضا کی شان ہو
ممکن نہیں اب دوسرا تم سا کوئی انسان ہو

ہر شے فدائے راہِ دیں ہر حال میں خندہ جبیں
نورِ رسالت کے امیں تم جامع القرآن ہو

سیرت میں رنگوں کی دھنک باتوں میں پھولوں کی مہک
انسانیت کے باب کا تم اک جلی عنوان ہو

مہرِ رسالت سے ملی تم کو یقیں کی روشنی
تم ہو چراغِ آگہی تم چشمۂ عرفان ہو

دستِ عطا ابرِ کرم تم نے رکھا دیں کا بھرم
تم رحمتوں کی چاندنی اللہ کا احسان ہو

کچھ عجب حال تھا اس دل کا حرم کے آگے
یہ سیہ کار تھا جب بابِ کرم کے آگے

پاؤں اُٹھتے ہی نہ تھے بارِ گنہ سے گرچہ
منزلِ شوق تھی بس ایک قدم کے آگے

کچھ نہ آتا تھا نظر بارشِ رحمت میں مجھے
دفترِ عصیاں کا تھا بس دیدۂ نم کے آگے

ملتزم مجھ کو بلاتا تھا اشارہ کر کے
میں تھا شرمندہ بہت اُسکے کرم کے آگے

میں کہاں اور کہاں محیطِ انوار خدا
ہوش گم کردہ کھڑا تھا میں حرم کے آگے

نظر آتا تھا دعاؤں میں ملا رنگِ اثر
جب کھڑا ہوتا تھا میزابِ کرم کے آگے

نگاہوں کی جنت دیارِ مدینہ
بہارِ دو عالم نثارِ مدینہ

گلوں سے بھی بہتر ہیں خارِ مدینہ
کہ رشکِ جہاں ہے بہارِ مدینہ

منور فضائیں معطر ہوائیں
ہے جنت بداماں دیارِ مدینہ

لگا لوں میں آنکھوں میں سرمہ بنا کر
میسر جو آئے غبارِ مدینہ

مہکنے لگا ذہن میں باغِ جنت
جو یاد آئے نقش و نگارِ مدینہ

مرے دل کی عظمت نہیں عرش سے کم
مرا دل ہے آئینہ دارِ مدینہ

جمالِ حرم روشنی اُس نظر کی
ہے تسکینِ دل یادگارِ مدینہ

میں اک ذرۂ خاک وہ آسماں ہے
بیاں کیا ہو مجھ سے وقارِ مدینہ

مواجہ میں اکثر کھڑا سوچتا ہو
کہاں میں کہاں تاجدارِ مدینہ

الٰہی مجھے موت آئے وہیں پر
بنے میری ہستی غبارِ مدینہ

پھر اُمت کی کشتی بھنور میں ہے آقاؐ
مدد کیجئے تاجدارِ مدینہ

یہ کون آج یوں بے نقاب آ رہا ہے
بہاروں کو جس سے حجاب آ رہا ہے

مہ و انجم و کہکشاں ہیں تصدق
قدم چومنے آفتاب آ رہا ہے

گل و لالہ و سنبل و یاسمیں پر
نکھار آ رہا ہے شباب آ رہا ہے

ہوا ہے نہ ہو گا نہ ہے جس کا ثانی
وہی بندۂ لاجواب آ رہا ہے

جو بزمِ ازل میں بنا شمعِ محفل
خدا کا وہی انتخاب آ رہا ہے

روشن ہے کائنات تمہارے ہی نام سے
رنگیں ہے یہ حیات تمہارے ہی نام سے

باقی تمہیں سے حرف و معانی کی آبرو
بنتی ہے بات تمہارے ہی نام سے

آئینۂ سحر میں تمہارا جمال ہے
روشن ہوئی ہے رات تمہارے ہی نام سے

تم وجہِ کائنات ہو تم رونقِ حیات
ممکن ہوئی نجات تمہارے ہی نام سے

گلستانِ انسانیت لہلہانے
خدا کے کرم کا سحاب آ رہا ہے

دو عالم منور ہیں جسکی ضیا سے
رسالت کا وہ ماہتاب آ رہا ہے

رحیمی کریمی کے گوہر لٹاتا
زمانے میں رحمت مآب آ رہا ہے

وہ پردہ نشیں جس کے سب منتظر تھے
کلیم آج وہ بے نقاب آ رہا ہے

جمالِ گنبد خضریٰ مری نگاہ میں ہے
خدا کا شکر کہ دل ان کی بارگاہ میں ہے

ملی تھی دولتِ تسکین اُن کے قدموں میں
اُسی کا کیفِ مسلسل ابھی نگاہ میں ہے

شہوں کے سر بھی ترے آستاں پہ خم دیکھے
گدائے راہگزر بھی تری پناہ میں ہے

ہے تیری ذاتِ گرامی شرف جہانوں کا
تمام عالمِ امکاں تری پناہ میں ہے

سجودِ شوق تو کرتے ہیں ہم یہاں بھی مگر
کہاں وہ کیف جو اُس در کی سجدہ گاہ میں ہے

مرے حضورؐ عطا ہو کمالِ خودنگری
کہ زیست ڈوبی ہوئی آج تک گناہ میں ہے

تمام دنیا ہے آماجگاہِ شور و فساد
سکونِ قلب فقط بس تمہاری راہ میں ہے

سرِ نیاز جھکائے کھڑا ہوں در پہ ترے
تو خود ہی جان لے جو کچھ مری نگاہ میں ہے

جو چشم طور نے دیکھا تھا ایک بار کلیم
وہ حُسن بکھرا ہوا، ان کی بارگاہ میں ہے

جمالِ صُبحِ طیبہ ہے نظر میں
ابھی تک ہوں مدینے کے سفر میں

جو دیکھی تھی سنہری جالیوں میں
کہاں وہ روشنی شمس و قمر میں

اُنہیں حیرت سے تکتا ہے زمانہ
زمانے بھر کے وصف اور اِک بشر میں

جب اُن کے واسطے سے ہاتھ اُٹھے
دُعا ڈوبی ہوئی پائی اثر میں

وہاں تو گُل ہی گُل بکھرے ہوئے ہیں
کہاں ہیں خار اُن کی رہگزر میں

اُنہیں دیکھا نہ ان کے رُوبرو بھی
نظر کھوئی ہوئی تھی بام و در میں

اندھیرا ہو نہ دل کی انجمن میں
رہے گر گنبدِ خضریٰ نظر میں

خداوندا جگہ تھوڑی سی ملتی
جوارِ رحمتِ خیرالبشر میں

باعثِ کن فکاں رحمتِ دو جہاں اے حبیبِ خدا آپ کی ذات ہے
آپ پر ہو فدا میرا دل میری جاں احمدؐ و مجتبیٰ آپ کی ذات ہے

تذکرہ آپ کا آسمانوں میں ہے آپؐ ہی کا اُجالا جہانوں میں ہے
کیا زمان و مکاں کیا زمیں آسماں ہر قدم رہنما آپ کی ذات ہے

آپؐ بحرِ کرم آپؐ شاہِ اُمم آپؐ ہیں محترم آپؐ ہیں محتشم
مُشفق و مہرباں عاصیوں کی اماں رحمتِ کبریا آپ کی ذات ہے

آپؐ کا ہر عمل آپؐ کی زندگی پھول خوشبو مہکتی ہوئی چاندنی
آپؐ شمعِ ابد آپؐ نورِ ازل سرورِ انبیاء آپ کی ذات ہے

آپؐ ہی سے ملا ہے خدا کا پتہ آپؐ ہی نے جلایا خودی کا دیا
آپؐ شمس الضحیٰ آپؐ بدرالدجیٰ حق نگر حق نما آپؐ کی ذات ہے

آپؐ نورِ سحر آپؐ صبحِ یقین آپؐ جیسا زمانے میں کوئی نہیں
رحمتوں کا شجر آپؐ خیرالبشر نور کا سلسلہ آپؐ کی ذات ہے

آپؐ ہی کا کرم ہے مرا فکر و فن آپؐ ہی کی عنایت یہ حرفِ سُخن
آپؐ کی نعت کا مجھ میں کب حوصلہ یہ عنایت عطا آپؐ کی ذات ہے

کیا کروں التجا ہوں سراپا خطا شرم آتی ہے کچھ منہ سے کہتے ہوئے
کر بھی دیجئے نظر اے شہِ بحر و بر بس مرا آسرا آپؐ کی ذات ہے

اللہ دکھا دے مجھے پھر اُن کا مدینہ
ہے جن کی بدولت مرا مرنا، مرنا جینا

اک بار جو پھر سے وہ مجھے در پہ بُلائیں
واپس درِ اقدس سے میں لوٹوں گا کبھی نا

اے کاش میں پھر چوم لوں اُس روضے کی جالی
کہتے ہیں جسے اہلِ خبر عرش کا زینہ

اُس ذاتِ گرامی پہ درودوں کی ہو بارش
سِکھلا دیا جس نے مجھے جینے کا قرینہ

میں اُن کی عنایت کا سزاوار کہاں تھا
ہے اُن کا کرم دیکھ لیا ہے جو مدینہ

ہیں تابہ ابد سارے جہانوں کے وہ رہبر
وہ خاتمِ دوراں کا ہیں تابندہ نگینہ

ہیں شاہ و گدا اُن کی نگاہوں میں برابر
دُنیا پہ لٹاتے ہیں وہ شفقت کا خزینہ

بُوذرؓ کی طرح اپنے مقدر پہ ہوں شاکر
رکھتا نہیں میں دل میں کسی شخص سے کینہ

ہے قابلِ تقلید وہی اُسوۂ کامل
طوفانِ بلا میں ہے یہ اُمت کا سفینہ

ہو کیوں نہ مری نعت کا ہر حرف ستارہ
ہے اُن کی محبت سے منور مرا سینہ

اس میں ہی تو پہنچا تھا میں اُڑ کر سوئے طیبہ
تا عُمر نہ بھولے گا یہ پھولوں کا مہینہ

بس خوش ہے کلیم اُن کی غلامی کے شرف سے
رکھتا نہیں دُنیا میں کسی شخص سے کینہ

بن کے آیا ہوں سوالی آقاؐ
بھر دے دامن مرا خالی آقاؐ

لے کے آیا ہوں بہت اُمیدیں
جاؤں در سے نہ میں خالی آقاؐ

سائباں تو ہے گنہگاروں کا
تو غریبوں کا ہے والی آقاؐ

فخر ہے تیرا فقیری لیکن
تو ہے کونین کا والی آقاؐ

جو حقیقت کا پتہ دیتی ہے
راہ وہ تو نے نکالی آقاؐ
جو کہ تھی نقش گرِ کون و مکاں
بن گئی نقشِ خیالی آقاؐ
صدقِ صدیقؓ عطا کر دے مجھے
دے مجھے سوزِ بلالیؓ آقاؐ
عکس تیرا ہے ہر آئینے میں
ذات ہے تیری مثالی آقاؐ
فکر عُقبیٰ ہے نہ ہے خوفِ خدا
جسم رُوحوں سے ہیں خالی آقاؐ
دیکھ تو اُمتِ مرحوم کا حال
شکل کیا اُس نے بنا لی آقاؐ
نام لیوا تو بہت ہیں تیرے
دل محبت سے ہیں خالی آقاؐ
کر مرا اپنے غلاموں میں شمار
نذر ہے اشکوں کی ڈالی آقاؐ

کاش آ جائے نظر پھر سے وہ روضہ تیرا
ڈھونڈتا ہے اُسی دریا کو یہ پیاسا تیرا

کاش ہوتی رہے معراجِ نظر کو حاصل
کاش پھرتا رہے آنکھوں میں سراپا تیرا

راہزن آج کے اطوارِ زمانہ سارے
راہبر آج بھی ہے اُسوۂ حسنہ تیرا

مثلِ مہتاب اُبھر پھر سے سرِ بامِ حرا
دیکھتی ہیں یہ نگاہیں مری رستہ تیرا

آج بھی مرجعِ آشفتہ سراں ہے وہ زمیں
جس جگہ آکے رُکا تھا کبھی ناقہ تیرا

دین و دنیا کی سرافرازی غلامی تیری
لائے شاھوں کو نگاہوں میں نہ منگتا تیرا

سنگریزوں کو زُباں دستِ مبارک سے مِلی
ماہ و انجم ہیں فقط نقش کفِ پا تیرا

سرو قد آج بھی ہے تیری سلامی کو اُحد
اُسکی آنکھوں میں ہے اب تک قدِ رعنا تیرا

اسی اُمید پہ جیتا ہے نہ مرتا ہے کلیم
شاید آ جائے اُسے پھر سے بلاوا تیرا

فخرِ انساں ترا جواب کہاں
نازِ رحماں ترا جواب کہاں

دشمنوں پر بھی بارشِ رحمت
ابرِ فیضاں ترا جواب کہاں

ہر گنہگار تیرے سائے میں
ظلِ رحماں ترا جواب کہاں

عرصۂ دوجہاں کی وسعت میں
رُوحِ قرآں ترا جواب کہاں

رفعتِ عرش بھی ہے زیرِ قدم
رب کے مہماں ترا جواب کہاں

مہر و مہ تیرے نُور کے ذرے
نورِ یزداں ترا جواب کہاں

حُسن کی خلد عشق کی جنت
جانِ عرفاں ترا جواب کہاں

حُسن والے بھی محوِ حیرت ہیں
شاہِ خوباں ترا جواب کہاں

ہیں شہنشاہ بھی غلام ترے
شاہ شاہاں ترا جواب کہاں

راز بھی تو ہے رازداں بھی تو
سرِ یزداں ترا جواب کہاں

شانِ طور کلیم خوب مگر
کوہِ فاراں ترا جواب کہاں

اے کہ ترا وجود ہے باعثِ عظمتِ بشر
چشمِ جہاں کی آبرو تیرے جمال کی سحر

ذکرِ جمیل ہے ترا دردِ نہاں کا چارہ گر
ختم ہیں ساری خوبیاں تیری ہی ذاتِ پاک پر

اے کہ تری نمود ہے وجہِ نمودِ انس و جاں
اے کہ ترا وجود ہے غایتِ حرفِ کن فکاں

اے کہ ترے حضور ہیں سجدہ گزار قدسیاں
اے کہ ترا ظہور ہے لطفِ خدائے دو جہاں

تیرے ہی دم قدم سے ہے زینتِ بزم کائنات
تیرے ہی نور سے جہاں آئینۂ تجلیات

سارے جہاں کے واسطے تو ہے وسیلۂ نجات
دہر میں سب سے تو بڑا تجھ سے بڑی خدا کی ذات

آج ہمارے حال پر لطف کی اک نظر بھی ہو
یعنی یہی شبِ الم آئینۂ سحر بھی ہو

اپنا ہمیں پتہ ملے تیری ہمیں خبر بھی ہو
حلقہ بگوشِ مصطفٰےؐ حق کا پیامبر بھی ہو

ہر شے سے جمیل آپؐ ہیں ہر شے سے حسیں آپؐ
ہر خاتمِ دوراں کا ہیں تابندہ نگیں آپؐ

اب اس سے زیادہ ہو دیانت کی سند کیا
دشمن کی نگاہوں میں بھی ٹھہرے ہیں امیں آپؐ

دیکھے تو کوئی آپؐ کی یہ سادہ مزاجی
افلاک نشیں ہو کے بھی ہیں خاک نشیں آپؐ

جلائے بیٹھا ہوں کب سے چراغِ دیدۂ تر
حضور رحمتِ عالم کرم کی ایک نظر

ہر ایک گام ہے درپیش عرصۂ محشر
تمہارے سایۂ رحمت کو ڈھونڈتا ہے بشر

زمیں پہ بکھرے ہوئے رنگ سب تمہارے ہیں
فلک پہ کاہکشاں ہے تمہاری گردِ سفر

تمہارا اسمِ گرامی دلوں کی دھڑکن ہے
تمہاری ذات ہے وجہِ غرور و فخرِ بشر

تمہارے سانسوں کی خوشبو چمن کے پھولوں میں
تمہارے نام سے روشن چراغِ شمس و قمر

یہ کس کی یاد کرن بن کے مسکرائی ہے
چمک اُٹھا مری ویران دھڑکنوں کا نگر

یہ کس کا نقشِ کفِ پا خیال میں اُبھرا
رواں دواں ہے مرے ساتھ میری راہگزر

وہ مشعل اب بھی روشن ہے وہ جلوے اب بھی ظاہر ہیں
میں کیا دیکھوں ان آنکھوں سے کہ نابینا بصارت ہے

ہے گلگشتِ چمن یارو وہاں صحرا نوردی بھی
وہاں تو آبلہ پائی میں بھی راحت ہی راحت ہے

قمر کو اکتسابِ نور کرتے ہم نے دیکھا ہے
جہاں میں روشنی دراصل اُن سے ہی عبارت ہے

معافی پردہ پوشی دشمنوں پر لُطف کی بارش
مرے آقا کی فطرت ہے مرے مولا کی عادت ہے

سکوں لینے نہیں دیتے مجھے دنیا کے ہنگامے
بس اُن کا ذکر ہی اب باعثِ تسکین و راحت ہے

میں اپنی ذات کو کیوں بے حقیقت بے وقر جانوں
میں ہوں اُن کے غلاموں میں مجھے بھی اُن سے نسبت ہے

درِ اقدس سے لوٹ آئے تو یہ عقدہ کھلا ہم پر
بچھڑ کر اُن سے جینا بھی قیامت ہی قیامت ہے

چٹکتی ہیں کلیاں مہکتا ہے گلشن گلوں پر بھی دلکش نکھار آ رہا ہے
بہاریں بھی صدقے ہوئی جا رہی ہیں یہ کون آج جانِ بہار آ رہا ہے

ادھر ہیں فدایانِ روئے منور ادھر ہیں اسیرانِ زلفِ معنبر
رخِ والضحیٰ پہ وہ واللیل گیسو سنوارے ہوئے مشکبار آ رہا ہے

یتیموں کا والی غریبوں کا حامی فقیروں کا مولا دو عالم کا داتا
لئے پشت اطہر پہ مہرِ نبوت وہ کونین کا تاجدار آ رہا ہے

نبوت بھی نازاں رسالت بھی نازاں ہے فطرت بھی نازاں مشیت بھی نازاں
خدائے ازل جس پہ نازاں رہا ہے وہی دلبرِ کردگار آ رہا ہے

مبارک ہو عالم کو رحمت کی آمد مبارک ہو اُس ناز فطرت کی آمد
دو عالم کی آنکھوں کا نور آ رہا ہے خدائی کے دل کا قرار آ رہا ہے

ہے معراج کی شب مَلک منتظر ہیں نبی منتظر ہیں خدا منتظر ہے
براقِ حسیں پر بصد شان و شوکت مدینے کا وہ شہسوار آ رہا ہے

بجھاتا ہوا آگ آتشکدوں کی مٹاتا ہوا وہ بتوں کی خدائی
پہن کر کلیم آج وہ تاجِ رحمت شہنشاہِ عالی وقار آ رہا ہے

کیا کہیں تم سے جو ارمان مدینے میں رہے
کچھ عجب شوق کے سامان مدینے میں رہے

کیا بتائیں تمہیں کیا ہم نے وہاں پر دیکھا
صورتِ آئینہ حیران مدینے میں رہے

اشک آنکھوں رہے لب پہ درود اور سلام
اپنی حالت پہ پشیمان مدینے میں رہے

رشک خود اپنے مقدر پہ ہمیں آتا تھا
بن کے سرکارؐ کے مہمان مدینے میں رہے

یہ بھی تھے آپؐ کے الطاف کہ کعبہ دیکھا
یہ بھی ہے آپؐ کا احسان مدینے میں رہے

دیکھتے ہیں ہمیں حیرت سے زمانے والے
کیسے یہ بے سروسامان مدینے میں رہے

میں تو ہوں خاک بسر دشت ہوں میں آقاؐ
کاش یہ قلبِ پریشان مدینے میں رہے

کیوں نہ اُس شخص کی قسمت کی قسم کھاؤں کلیمؔ
بن کے آقاؐ کا جو دربان مدینے میں رہے

مرکزِ مہر و وجود و سخاوت صلی اللہ علیہ وسلم
نورِ شریعت شمعِ طریقت صلی اللہ علیہ وسلم

رُوئے منور صبحِ بہاراں زلفِ مُعنبر مُشک بداماں
چشمِ کرم میخانۂ فطرت صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ اللہ جلوۂ احمدؐ حسن بھی صدقے عشق بھی قرباں
نور ہی صورت نور ہی سیرت صلی اللہ علیہ وسلم

صاحبِ شوکت صاحبِ حشمت صاحبِ سطوت صاحبِ دولت
قاسمِ کوثر مالکِ زمزم صلی اللہ علیہ وسلم

حشر بھی اُن کا خلد بھی اُن کی حق بھی انہیں کا ہم بھی انہیں کے
اُن کی رحمت اُن کی شفاعت صلی اللہ علیہ وسلم

عالمِ دنیا ہو یا عُقبیٰ عالمِ برزخ ہو کہ قیامت
ہر عالم کے واسطے رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

محفلِ حُسنِ ازل کی رونق ہیں وہی بزمِ ابد کی زینت
ہر محفل میں اُن کی صدارت صلی اللہ علیہ وسلم

اُن کی اطاعت رب کی اطاعت ان کا تصور بھی ہے عبادت
اُن کی محبت دین کی دولت صلی اللہ علیہ وسلم

ذاتِ مکرم وجہِ دو عالم اسم مبارک دافعِ ہر غم
ذکرِ مقدس باعثِ راحت صلی اللہ علیہ وسلم

رشکِ کلیم طور وہی ہیں حُسنِ ازل کا نور وہی ہیں
اُن کی اُمت خیرالامت صلی اللہ علیہ وسلم

قدم قدم رہِ طیبہ میں رحمتیں دیکھیں
مسافرت میں بھی ہم نے تو راحتیں دیکھیں

عجیب دن تھے جو گزرے کسی کے کوچے میں
غمِ زمانہ سے حاصل فراغتیں دیکھیں

سُنی اذانِ حرم تو بلالؓ یاد آئے
ریاضِ جنہ میں پہنچے تو جنتیں دیکھیں

طلوع ہوتے سحر ان کے نام سے دیکھی
درود پڑھتی ہوئی شب کی ساعتیں دیکھیں

ہوائیں آج بھی مہکی ہیں اُن کی خوشبو سے
فضا میں بکھری ہوئی اُن کی شفقتیں دیکھیں

جمالِ گنبدِ خضریٰ نظر میں ڈھلتا رہا
لہو میں بولتی قرآں کی آیتیں دیکھیں

تمازتوں میں بھی لوٹے خنک ہوا کے مزے
خنک فضا میں بھی ہم نے تمازتیں دیکھیں

سروں پہ سایہ فگن سائبانِ شفقت تھا
جہاں جہاں بھی گئے اُن کی شفقتیں دیکھیں

ملا نہ کیف وہ ہنسنے میں بھی یہاں ہم کو
وہاں جو اشک بہانے میں لذتیں دیکھیں

گدائے راہگزر روبروئے سلطاں تھے
جو سرنگوں تھے وہاں اُن کی عظمتیں دیکھیں

اُحد بھی دیکھ لیا مسجد قبا بھی گئے
جہاں جہاں بھی گئے ساتھ حیرتیں دیکھیں

سحر سے چھٹتا ہے جس طرح تیرگی کا غبار
دلوں سے دھلتی ہوئی یوں کثافتیں دیکھیں

وہ جن کو دیکھ کے بے اختیار پیار آئے
دیارِ نور میں کچھ ایسی صورتیں دیکھیں

کرن کا عکس ہو جس طرح آئینہ پہ کلیم
ہر ایک قلب میں یوں ان کی چاہتیں دیکھیں

ہر ذرہ مدینہ کا خورشید بداماں ہے
آسودۂ خواب اس میں وہ رحمتِ یزداں ہے

وہ محسنِ اعظم ہے وہ ہادیٔ دوراں ہے
وہ قبلۂ ایقاں ہے وہ کعبۂ ایماں ہے

وہ نازشِ آدم ہے وہ فخرِ دو عالم ہے
ہے نور کا اک پیکر کہنے کو وہ انساں ہے

بھوکے کو وہ دے کھانا خود آپ کرے فاقہ
سلطانِ دو عالم ہے اور فقر پہ نازاں ہے

مہمانِ شبِ اسریٰ معراج کا وہ راہی
سرتاج ہے نبیوں کا کونین کا سُلطاں ہے

وہ قاسمِ کوثر ہے وہ مالکِ جنت ہے
دھڑکن ہے ہر اک دل کی ہر درد کا درماں ہے

دُشمن کو پناہیں دے دُکھ سہہ کے دعائیں دے
وہ رشکِ مسیحا ہے وہ رحمتِ یزداں ہے

وہ مصدرِ رحمت ہے وہ نورِ ہدایت ہے
ہے اُمّی لقب لیکن وہ صاحبِ قرآں ہے

انساں میں کہاں طاقت اس کی جو لکھے مدحت
جس ذاتِ مبارک کا اللہ ثناخواں ہے

کونین کا سُلطاں ہے اور بے سروساماں ہے
تاریخِ شہنشاہی یہ دیکھ کے حیراں ہے

جاں لیوا ہے مہجوری اب ختم بھی ہو دوری
خاکِ رہِ یثرب ہی اس درد کا درماں ہے

لاحق ہو مجھے کیونکر اب خوف سرِ محشر
اس شافعِ عصیاں کا جب ہاتھ میں داماں ہے

پھر آج ترے در سے رحمت کی گھٹا برسے
کیوں ذلت و رسوائی تقدیرِ مسلماں ہے

بحضور سرورِ کونینؐ

آپؐ کی ذاتِ گرامی مظہرِ نورِ خُدا
آپؐ ہی سے ابتدا ہے آپؐ پر ہی انتہا

ذاتِ احمدؐ ہے اَحد کی ایک تنویرِ حسیں
میم کا پردہ اُٹھا تو رہ گیا نامِ خُدا

آپؐ نے آ کر مٹایا امتیازِ رنگ و نسل
آپؐ ہیں شمعِ ہدایت آپؐ ہیں نورِ ھُدیٰ

ہر طرف چھائی ہوئی تھی تیرگی ہی تیرگی
آپؐ آئے تو زمانے میں اُجالا ہو گیا

لاج رکھنے کے لیے ہم عاصیوں کے واسطے
دامن رحمت ہے ان کا چار سُو پھیلا ہوا

دل کو مرجھانے لگی جب غم کے صحراؤں کی دھوپ
دھیان ان کا میرے سر پر ابر بن کر چھا گیا

یہ بھی دیکھا بارہا ہم نے کہ انکی یاد میں
اشک جو آنکھوں سے ٹپکا وہ ستارہ بن گیا

منکشف سب راز ہستی میرے دل پر ہو گئے
نام ان کا جب کبھی ہونٹوں پہ میرے آ گیا

ہمارے نبیؐ

محمدؐ ہمارے نبیؐ بن کے آئے
اندھیرا تھا وہ روشنی بن کے آئے

اُجالا ہوا اُن کے ہی دم قدم سے
ملی راہِ حق اُن کے لطف و کرم سے

اُنھوں نے کیا زیردستوں کو بالا
محبت سے گرتے ہوؤں کو سنبھالا

ہر اک نقشِ باطل جہاں سے مٹایا
صداقت کا سکہ دلوں پر بٹھایا

انھوں نے غلاموں کو شاہنشہی دی
سسکتے ہوؤں کو نئی زندگی دی

مداوا کیا ہر غم زندگی کا
دیا درس آ کر خدا کا خودی کا

نظر کیمیا تھی دُعا پُراثر تھی
وہ آواز تھی یا اذانِ سحر تھی

حرارت دلوں میں محبت کی بھر دی
بُرائی زمانے سے سب دور کر دی

رسومات کے سارے بت توڑ ڈالے
جو رشتے تھے ٹوٹے ہوئے جوڑ ڈالے

ہر اک دل کی تسکیں خیالِ محمدؐ
جمالِ خدا ہے جمالِ محمدؐ

پرتوِ نورِ ازل ذاتِ گرامی ہے تری
شاخِ اُمید زمانے کی ہوئی تجھ سے ہری

تو جو آیا تو یہ بے جان فضا بول پڑی
تیرے آنے سے اندھیروں کی سیہ رات چھٹی

ذاتِ اقدس ہے تری نورِ خدا جوئے کرم
کہکشاں بن کے چمکتے ہیں ترے نقشِ قدم

ہے ترے واسطے وا آج بھی آغوشِ حرم
چشمِ حیراں کی طرح آج بھی دارِ ارقم

تیری توصیف بھلا کیسے کرے کوئی رقم
ناطقہ سر بہ گریبان ہے عاجز ہے قلم

تیرے در پر ہوں کھڑا کب سے میں اے شاہِ اُمم
اے شہِ انس و ملک اُمّتِ عاصی پہ کرم

تو مطلعِ صبحِ یقیں اے رحمت اللعالمیں
تو ہادیٔ دنیا و دیں اے رحمت اللعالمیں

راز آشنائے کن فکاں تو باعثِ کون و مکاں
تفسیرِ قرآنِ مبیں اے رحمت اللعالمیں

یٰسیں و طٰہٰ تیری شاں و الشمس تیری داستاں
واللیل زلفِ عنبریں اے رحمت اللعالمیں

دستِ عطا جوئے کرم منزل نما نقشِ قدم
تو آیۂ فتحِ مبیں اے رحمت اللعالمیں

احمدؐ محمدؐ مصطفیٰؐ شمس الضحیٰ بدرالدجیٰ
تو نازشِ عرشِ بریں اے رحمت اللعالمیں

پیوند تیرا خاک سے رشتہ مگر افلاک سے
قاصد ترا روح الامیں اے رحمت اللعالمیں

سرخیل بزم انبیا تو ہے ہدیٰ و رہنما
گنجینۂ حق آفریں اے رحمت اللعالمیں

سر تا بہ پا شفقت ہے تو پیغمبرِ رحمت ہے تو
ہر بات تیری دلنشیں اے رحمت اللعالمیں

ممدوحِ رب دو جہاں مجبور ہیں عاجز زباں
تیری ثنا ممکن نہیں اے رحمت اللعالمیں

نبیؐ رحمت شفیعِ محشر درود تم پر سلام تم پر
تمہی ہو شمعِ حریم داور درود تم پر سلام تم پر

تمہاری صورت کمالِ یزداں تمہاری سیرت ہے رُوحِ قرآں
جہاں میں سب سے جمیل و اطہر درود تم پر سلام تم پر

دہن ہے سرچشمۂ ہدایت زباں ہے گنجینۂ فصاحت
لبوں پہ قربان موج کوثر درود تم پر سلام تم پر

رہِ وفا سے ہٹائے گا کیا زمانہ اُس کو ستائے گا کیا
تمہاری سیرت ہو جس کی رہبر درود تم پر سلام تم پر

تمہارے نقشِ قدم سے پائی ہے خاک نے ایسی سربلندی
زمیں کو ہے فوق آسماں پر درود تم پر سلام تم پر

ہم اور اب کس کے در پہ جائیں کسے غمِ زندگی سنائیں
تمہی تو ہو بے کسوں کے یاور درود تم پر سلام تم پر

شبِ الم رو کششِ سحر ہو یہ فاصلہ اب تو مختصر ہو
بلا لو پھر مجھ کو اپنے در پر درود تم پر سلام تم پر

چمن چمن تذکرہ تمہارا ہے کہکشاں راستہ تمہارا
تمہی سے روشن ہیں ماہ و اختر درود تم پر سلام تم پر

بے خطر ہوں میں ہمیشہ گردشِ ایام سے
مجھ کو نسبت ہے محمدؐ مصطفیٰ کے نام سے

لوگ جس کو جنت الفردوس کہتے آئے ہیں
کیا وہ بہتر ہے نبیؐ کی جلوہ گاہِ عام سے؟

جذبۂ صادق سلامت وہ بھی دن آ جائے گا
جب نوازیں گے مجھے وہ دید کے انعام سے

تشنگیٔ روزِ محشر کی اُسے پروا نہیں
جس نے پی ہے ساقیٔ کوثر تمہارے جام سے

کاش مجھ سے بے نوا پر ہو عنایت کی نظر
میں بھی تو وابستہ ہوں آخر تمہارے نام سے

رحمتِ عالم ہیں وہ اِک دن بلائیں گے ضرور
میں کہا کرتا ہوں روز اپنے دلِ ناکام سے

اُسوۂ سرکار کو جس نے بنایا راہبر
وہ گزر جاتا ہے ہنس کر آفت و آلام سے

وہ مالک ہیں نشاط و غم کے جو چاہیں وہی کر دیں
شرر کو پھول کر دیں ظلمتوں کو چاندنی کر دیں

وہاں قسمت بدلتے دیر کیا لگتی ہے جب چاہیں
وہ دوری کو حضوری حاضری کو نارسی کر دیں

نہیں کچھ حسن ہی کی سرحدوں تک اُن کی مختاری
وہ جو چاہیں تو پیدا عشق میں بھی دلکشی کر دیں

کسے معلوم ہے کب اُن کے جلوے جوشِ وحدت میں
عدم کے سایہ زاروں کو پناہِ زندگی کر دیں

یہ ناممکن ہے منزل خود نہ لپٹے آ کے قدموں سے
خودی کو جب کسی کی جستجو میں بے خودی کر دیں

کسے معلوم ہے پھر کیا ہو انجامِ چمن ورنہ
جدھر سے وہ گزر جائیں بہاریں دائمی کر دیں

زہے وہ رحمتِ عالم کہ ادنیٰ سے اشارہ میں
جمالِ نطق کو لذت شناسِ خامشی کر دیں

اشارہ ہو تو سینہ چاند کا شق ہو کے رہ جائے
نظر فرمائیں شعلہ پر تو چٹکا کر کلی کر دیں

انہی کے ہاتھ میں ہیں جلوہ و ظلمت کی تقدیریں
وہ شامِ قہر کو چاہیں تو صبحِ زندگی کر دیں

کلیم ان کی نظر سے اک اشارہ کا کرشمہ ہے
گدائے رہگزر کو وارثِ شاہنشہی کر دیں

ابرِ کرم ہے تیری ذات وجہِ سکوں ہے تیرا نام
تجھ پہ نثار جان و دل تجھ پہ درود اور سلام

تیری نظر کے فیض سے خار بھی پھول بن گئے
تیرے قدم سے مِل گیا فرش کو عرش کا مقام

تیرے نفس کی گرمیاں سینۂ کائنات میں
تیری نظر کی جنبشیں سلسلہ ہائے صبح و شام

تیرے جمال کے بنا سنگ ہر ایک آئینہ
تیرے وجود کے بغیر دینِ خدا بھی ناتمام

چہرہ نمائے آگہی نورِ چراغِ راستی
تیرا کیا ہوا عمل تیرا دیا ہوا نظام

لیل و نہار مقتدی تیری غلام ہر صدی
لوحِ جبینِ وقت پر لکھا رہے گا تیرا نام

غم سے نڈھال زندگی آخری مرحلوں میں تھی
تیرے جمال کی کرن دے گئی صبح کا پیام

طورِ نگاہ سے کلیم دیکھ سکے گا کیا تجھے
عرشِ خیال سے پرے تیرے جمال کا مقام

اول وہی اوسط وہی آخر بھی وہی ہے
جدت بھی اُسی کی ہے قدامت ہے اُسی کی

ہے اُس کی ہی قدرت میں یہ تارِ رگِ ہستی
جو سانس ہے سینے میں امانت ہے اُسی کی

بے بصر عہد کو پھر دیدۂ بینا ہو عطا
ایک طوفانِ حوادث ہے ہر اک گام کے ساتھ

اس سیہ کار کو پھر اذنِ حضوری دے دے
موت آئے گی ترے قدموں میں آرام کے ساتھ

میری تقدیر میں اُس در کی غلامی ہو جائے
پھر تو ہر نقش مرا نقشِ دوامی ہو جائے

میری جانب بھی جو وہ چشمِ گہربار اُٹھے
خاصہَ خاصِ جہاں پھرتو یہ عامی ہو جائے

ہر بنِ مُو سے مرے پھولوں کی خوشبو آئے
حرفِ جاں آپؐ کا گر اسمِ گرامی ہو جائے

مُژدہَ وصل مجھے ہجر کی راتوں سے ملے
ایک بار اور اگر اذنِ سلامی ہو جائے

بھاگتا پھرتا ہوں میں موجِ صبا کے پیچھے
شاید اُس در پہ یہی میری پیامی ہو جائے

جس کو وہ چاہیں عطا کر دیں سیادت کا مقام
پہنچے اُس در پہ جو گمنام تو نامی ہو جائے

جس گنہگار کو خوش ہو کے وہ اپنا کہہ دیں
پھر تو اللہ بھی اُس شخص کا حامی ہو جائے

خاکِ طیبہ ہے شفا مردہ ضمیروں کے لئے
دور اس خاک سے ہر روح کی خامی ہو جائے

قبلۂ جاں مرے اعمال کا قبلہ ہو درست
دور آقاؐ مرے کردار کی خامی ہو جائے

نعت کہنے کا شرف مجھ کو جو کر دیں وہ عطا
مجھ سا یہ ہیچ مداں سعدیؒ و جامیؒ ہو جائے

فرشِ زمیں کے ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
عرشِ بریں کے واقف و محرم صلی اللہ علیہ وسلم

چشمِ جہاں میں آپ کی مستی آپ ہیں روحِ محفلِ ہستی
چشمۂ فیضِ ربِّ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

آپ نے جب باشانِ نبوت چھیڑا نغمۂ سازِ وحدت
لات و ہبل کے ہو گئے سر خم صلی اللہ علیہ وسلم

زمزمۂ انتمتہ علیکم مُردہ دلوں کو اذنِ لبِ قُم
آپ کا ہر فرمان مُسلّم صلی اللہ علیہ وسلم

چودھویں شب کا حاصلِ منظر نورِ بداماں روضۂ اطہر
اُس پہ مسلسل بارشِ شبنم صلی اللہ علیہ وسلم

میکدۂ توحید کے ساقی فانی بن گئے پی کر باقی
دستِ کرم سے ساغرِ زمزم صلی اللہ علیہ وسلم

آپ نے پایا قربِ الٰہی رہگزرِ معراج کے راہی
ہو کے سوارِ برقِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

کاش کلیم خستہ و بسمل روضہ کی جالی تھام کے اے دل
ہر ہر سانس پکارے پیہم صلی اللہ علیہ وسلم

اُف ہے کتنا دیرپا صہبائے اُلفت کا اثر
رند واقف ہی نہیں ہیں تشنگی کے نام سے

دل کے شیشے میں اُنہی کا عکس رہتا ہے مدام
یورشِ آلام مٹ جاتی ہے جن کے نام سے

رحمت اللعالمیں سے ہو کے وابستہ کلیم
کیوں ہراساں ہو رہے ہو حشر کے ہنگام سے

ترے وصف کیسے کروں بیاں تو حبیبِ ربِ جلیل ہے
تو جمالِ حق کا ہے آئینہ تو دُعائے قلبِ خلیل ہے

کوئی شاہ ہو کہ فقیر ہو ترے در سے سب ہی کو آس ہے
تو ہر ایک دل کا ہے آسرا تو جہاں میں سب کا وکیل ہے

مرے علم و فن کا غرور تو مری شاعری کا شعور تو
جسے حرفِ شوق کا نام دوں وہ ترا ہی عکسِ جمیل ہے

ہے فلک نشان تری زمیں ترے آگے خم ہے ہر اک جبیں
تو حریمِ راز کا آشنا تو ثبوتِ حق کی دلیل ہے

حمدِ باری تعالیٰ

خواب و خیال تو ہے حسن و جمال تو ہے
ثانی نہیں ہے جس کا وہ بے مثال تو ہے
حسن ازل بھی تیرا رنگ ابد بھی تیرا
شامِ فراق تو ہے صبحِ وصال تو ہے
عقل و خرد میں آئے کس طرح ذات تیری
سمجھا نہ کوئی جس کو ایسا سوال تو ہے
تو عظمتوں کا محیط تو رحمتوں کا مسکن
رنگِ جمال تو ہے شانِ جلال تو ہے
تیرے کرم کا صدقہ ہے بندگی ہماری
روحِ طلب بھی تو ہے دستِ سوال تو ہے
مایوسیوں میں تو ہے اُمید کا اُجالا
بچھڑے ہوئے دلوں کی صبحِ وصال تو ہے
لب پر کلیم لائے کیوں اپنے حرفِ شکوہ
ہر زخمِ دل کا یا رب جب اندمال تو ہے

کلیمؔ عثمانی جس اعلیٰ پائے کے غزل گو تھے اسی اعلیٰ پائے کے نعت نگار بھی تھے میں نے محسوس کیا ہے کہ اکثر اوقات ایک عمدہ غزل نگار ہی، عمدہ نعت گو بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ عشق میں جو سپردگی غزل میں ہوتی ہے وہ ایک ترقی یافتہ صورت میں نعت میں انعکاس پذیر ہو جاتی ہے اور یوں نعت کے حسن میں اضافے کا موجب بنتی ہے۔ کلیم عثمانی کی نعت میں جو سپردگی اور فریفتگی کی کیفیت ہے وہ اسی سبب سے نہایت درجہ موثر ہے۔ اس پر مستزاد ان کا ترنم تھا جو حشو و زوائد کو برداشت ہی نہیں کرتا اور حروف و الفاظ گنگنانے سے لگتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کلیم عثمانی کی نعتیں اس درجہ زود اثر بھی ہیں اور ان میں مفہوم و معانی کا ابلاغ بھی اعجاز کا درجہ رکھتا ہے۔

احمد ندیم قاسمی